لذتِ سحر

تسہیل ناشئۃ اللیل

تالیف

حضرت العلامہ نواب محمد قطب الدین خانصاحب
محدث دہلوی رح

تسہیل

مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری

ناشر ماجد علی خاں - آگرہ

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ (سورۃ مزمل)

لذتِ سحر

تالیف

حضرت العلامہ نواب محمد قطب الدین خانصاحب
محدث دہلوی

تسہیل

مولانا سید محمد غیاث الدین مظاہری الہ آبادی

ناشر

ماجد علی خاں ۲۹/۲۹۴ چھیپی ٹولہ کا گنج۔ آگرہ

نام کتاب لذّتِ سحر

نام مُصنّف حضرت العلّامہ نواب قطب الدین خاں صاحب
محدّث دہلویؒ صاحب مظاہرِ حق

تسہیل نگار مولانا سید محمد غیاث الدین مظاہری الہ آبادی

تعداد اشاعت ایک ہزار ۱۰۰۰

بار دوم ۱۹۹۶ء

کتابت محمد حنیف الہ آباد

طباعت جواہر لیتھو پریس کشمیری بازار۔ آگرہ (یوپی)

فون نمبر ۳۶۹۶۶۸

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۱	پیش لفظ	۵
۲	خطبہ کتاب	۹
۳	قیام اللیل کی ترغیب	۱۱
۴	بزرگوں کی شب بیداری کے واقعات ...	۳۱
۵	رات کی نماز یعنی تہجد وغیرہ کا بیان ...	۴۱
۶	اُن اذکار کا بیان جن کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں پڑھتے تھے۔	۵۸
۷	عمل میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان	۶۲
۸	وتر کا بیان	۶۹

سیدُ الاِستغفار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ

اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ ہی

اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ

نے مجھ کو پیدا کیا اور آپ ہی کا میں بندہ ہوں اور حتی المقدور آپ کے عہد و وعدہ

مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ

پر قائم ہوں جو کچھ میں نے کیا اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے جو انعامات مجھ پر

لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں بس آپ میری مغفرت

فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔

فرما دیں اس لئے کہ بجز آپ کے کوئی بھی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔

اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن میں اس کو پڑھے اور اسی دن انتقال کر جائے تو جنتی ہوگا اسی طرح جو شخص رات میں اس کو پڑھ لے اور اسی رات وفات پا جائے تو بھی جنتی ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

محدثِ کبیر، شارح حدیث حضرت مولانا نواب محمد قطب الدین خاں صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ (سنہ ۱۲۱۹ھ - سنہ ۱۲۸۹ھ) کی ذات والا صفات تیرھویں صدی ہجری کی ایک نابغہ روزگار شخصیت تھی، آپ اقلیم علم کے ان بادشاہوں میں سے تھے جو علم کے ساتھ عمل، خوف وخشیت، تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، جو عشق کی شیفتگی، محبت کی وارفتگی اور قلب کے سوز وگداز سے آشنا ہی نہیں، بلکہ اس کے مبلّغ و داعی بھی ہوتے ہیں اور اسی رنگ میں سارے عالم کو رنگ دینے کا جذبہ رکھتے ہیں، آپ عشق نبوی میں سرشار اور اتباع سُنّت میں سلف کی یادگار تھے، اُستاد سے ہمرنگی اور اکتسابِ فیض کا یہ حال کہ مشہور ہوگیا تھا کہ جس نے شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دیکھا ہو انھیں دیکھ لے، اس پر مستزاد یہ دُنیوی شرافت اور خاندانی وجاہت سے بھی متمتع کہ آپ کے آباء واجداد ہمیشہ حکومتِ مغلیہ کے مناصب جلیلہ پر فائز رہے اور عزت کی نگاہوں سے دیکھے گئے۔

چونکہ آپ کا دل دردمند اصلاحِ اُمت کے لئے فکرمند اور اس کی زبوں حالی پر گریاں رہا کرتا تھا اس لئے آپ نے وقت کی ضروریات کے تحت متعدد کتابیں بھی تالیف فرمائیں، ان میں سے "مظاہرِ حق ترجمہ وشرح

مشکوٰۃ شریف" بہت مشہور اور مقبول خواص و عوام ہے، لیکن ایک صدی سے بھی زاید زمانہ گذر جانے کی وجہ سے اب زبان و بیان کا اسلوب بہت کچھ بدل چکا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اب اسلاف کے علوم و تبرکات کو نئے اسلوب و قالب میں ڈھالا جائے، چنانچہ "مظاہر حق" دیوبند سے نئی تعبیر و الفاظ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے، یہ ایک عظیم و ضخیم شرح ہے جو قدیم زبان میں اصل صورت میں بھی دستیاب ہے، اس کی عظمت و ضخامت دونوں باتوں کی وجہ سے ضرورت بھی اس کی تھی کہ دیوبند ہی جیسے مرکزی مقام سے یہ خدمت انجام پائے۔

آپ ہی کا تالیف فرمودہ ایک دوسرا رسالہ "خلق عظیم" ہے جو ہر طرح "بقیمت بہتر و بقامت کہتر" کا مصداق ہے، یہ رسالہ اب ملک میں نایاب ہے اور بجز اس کے کہ کہیں کہیں اس کا کوئی بوسیدہ اور خستہ حال نسخہ موجود ہو تو خیر، ورنہ آنکھوں سے زیارت تک کے لئے اس کا کوئی نسخہ دستیاب ہونا متعذر رہا ہے، بڑی مسرت کی بات ہے کہ کتاب مذکور کا ایک نسخہ مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ العالی کے ذاتی کتبخانہ میں موجود ہے اور مولانا ہی کی تسہیل اور اضافات کے ساتھ اب یہ رسالہ "خُلقِ عظیم ہی کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔

نواب صاحبؒ کی ایک تیسری تالیف "ناشئۃ اللیل" ہے یہ رسالہ بھی

لہ میرے سامنے ناشئۃ اللیل کا جو نسخہ ہے وہ ۱۳۰۹ھ میں باہتمام حافظ محمد عبدالاحد مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا تھا۔

اب نایاب ہو چکا ہے لیکن خوش قسمتی سے اس کا ایک نسخہ مولانا موصوف ہی کے کتب خانہ میں موجود ہے یہ رسالہ تہجد کے احکام و فضائل اور دیگر بیش بہا فوائد پر مشتمل ہے، علاوہ ازیں کہ اس کی ایک علمی حیثیت اور مقام ہے، اس زمانہ میں جبکہ عوام تو عوام خواص تک کا یہ حال ہے کہ "لذتِ آہ سحر گاہی" اور "دولتِ قربِ نیم شبی" سے ایسے نا آشنا ہو چکے ہیں کہ جیسے یہ کوئی چیز ہی نہیں، حالانکہ یہی وہ دولت اور قوت تھی جس کی بدولت اسلاف نے بڑے بڑے جبابرہ کو ہیچ سمجھا اور بڑی سی بڑی سلطنت اور حکومت کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ ؎

زانگہ کہ یافتم خبر از مُلکِ نیم شب
من مُلکِ نیمروز را بہ یک جو نمی خرم

بلکہ یہی وہ نسخہ تھا جس کو انھوں نے استعمال کیا اور وہ سب کچھ حاصل کر لیا جس کو کھو کر آج ہم تہیدست ہو چکے ہیں۔

یہ سچ ہے اسلاف میں عطارؒ و رومیؒ رازیؒ و غزالیؒ سب ہوئے لیکن سب ہی اس "مے حق شناسی" کے جرعہ نوش تھے اور اگر آج بھی ہمارے اندر یہ ذوق بیدار ہو جائے اور ہمارا قلب اس کے سوز و گداز کی لذت محسوس کرنے لگے تو ہم نہ صرف یہ کہ ساری "عظمت رفتہ" واپس لا سکتے ہیں بلکہ نہ جانے کتنی "عظمتوں" کو نو بہ نو "رفعتوں" سے ہمکنار و روشناس کرا سکتے

وللہ در من قال ؎

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

قصہ کوتاہ یہ کہ اب اسی رسالہ کی تسہیل کو "لذتِ سحر" کے نام سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے، نیز اتمام فائدہ کے لئے آخر میں مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا "مضمون تہجد" بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

آخر میں اس رسالہ سے فائدہ اُٹھانے والوں سے التجا ہے کہ اپنی دعواتِ صالحہ میں ان سطور کے راقم کو ضرور یاد رکھیں کہ اگر ایمان پر خاتمہ ہو جائے تو یہی سب سے بڑی دولت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے قُرب کی دولت اور عرفان کی لذت سے شادکام فرمائیں۔

سیّد محمد غیاث الدین غفرلہٗ

۲۹ ذوقعدہ ۱۴۰۲ھ لیلۃ السبت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بے شمار خالق اللیل والنہار کے لئے اور درود نامحدود رسول قائم اللیل وصائم النہار پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَبَدًا اَبَدًا۔

محمد قطب الدین دہلوی مسلمان بھائیوں کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہے کہ اکثر فقہاءؒ نے نماز تہجد کو مستحب لکھا ہے لیکن بعض محققین کے نزدیک یہ سُنّت مؤکدہ ہے چنانچہ مُلّا علی قاریؒ مرقاۃ میں لکھتے ہیں، "فکان قیام اللیل سنۃ موکدۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وسنۃ

---

* نماز تہجد کو دُرِّ مختار اور عالمگیری وغیرہ میں مستحبات میں شمار کیا ہے اور صاحب طحطاوی تحریر فرماتے ہیں کہ "قد تردد الکمال فی صلوٰۃ اللیل اھی سنۃ فی حقنا ام تطوع بحہ نقلہ ابوالسعود" انتھی ما فی الطحطاوی یعنی کمال صاحب فتح القدیر نے نماز تہجد کے بارے میں تردد کیا ہے کہ وہ ہمارے حق میں سنت ہے یا نفل" اس تردّد اور اختلاف کا منشاء یہ ہے کہ جو حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وجوب تہجد کے قائل ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ اُمت کے حق میں تہجد مستحب ہے جیسا کہ اہل اصول علماء حنفیہ اور اکثر شافعیہ کا یہی مذہب ہے، اور جو حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تہجد کے تطوع اور ندب کے قائل ہیں وہ اُمت کے حق میں اس کے سُنّت موکدہ ہونے کے قائل ہیں، اس سلسلہ میں مفصل کلام فتح القدیر، طوالع اور ارکان اربع مولانا عبد العلی میں مذکور ہے اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد تطوع ہی تھی لہٰذا اُمت پر سُنّت موکدہ ہوگی، مسلم بروایت عائشہ صدیقہ رضؓ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

عند الشافعی رحمہ اللہ یعنی نماز تہجد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک
سُنّت موکدہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سُنّت یعنی مستحب ہے۔
اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مالابدمنہ میں فرماتے ہیں کہ نماز تہجد
سُنّت موکدہ است پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گاہے ترک نفرمودہ واگر احیاناً
فوت شدہ دوازدہ رکعت در روز قضا فرمودہ یعنی نماز تہجد سنّت موکدہ
ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمایا اور اگر کبھی فوت ہوجاتی تو
دن میں بارہ رکعتیں قضا فرماتے۔ نیز مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز سُنّت موکدہ ہے انتہیٰ
دُرمختار میں لکھا ہے کہ سُنّت موکدہ کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے
جیساکہ واجب کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے چنانچہ باب الاذان میں لکھتے
ہیں وھو سنة للرجال فی مکانٍ عالٍ موکدة ھی کالواجب فی لحوق
الاثم یعنی بلند جگہ پر اذان دینا مردوں کے لئے سنّت موکدہ ہے اور سنّت
موکدہ گناہ لاحق ہونے میں مثل واجب کے ہے (یعنی جیسے واجب کے ترک
سے گناہ لازم آتا ہے ویسے ہی سُنّت موکدہ کے ترک سے بھی گناہ لازم آتا
ہے) انتہیٰ۔

پس جب نماز تہجد بعض محققین کے نزدیک سُنّت موکدہ ہے اور
سُنّت موکدہ کے ترک سے گُناہ ہوتا ہے تو لوگوں کو چاہیئے کہ نماز تہجد پڑھا کریں
ترک نہ کیا کریں، اکثر لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں اس لئے اس عاجز نے
چاہا کہ ایک رسالہ اس کے فضائل وغیرہ میں لکھے تاکہ لوگ اس کے ثواب اور

فوائد سے واقف ہو کر اس کی مداومت اور پابندی میں سرگرم ہوں اور اس کا نام ناشئۃ اللیل رکھا جو چند فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل آیات و احادیث سے قیام لیل کی ترغیب کے بیان میں۔

دوسری فصل بزرگوں کی شب بیداری کے واقعات کے بیان میں۔

تیسری فصل نماز تہجد کے بیان میں۔

چوتھی فصل ان اذکار کے بیان میں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں پڑھتے تھے۔

پانچویں فصل عمل میں میانہ روی کرنے کے بیان میں۔

چھٹی فصل وتر کے بیان میں۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا وَسَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

فصل :۔ قیام اللیل کی ترغیب

اللہ جل شانہ، نے سورۂ فرقان میں اپنے خاص بندوں کو ذکر فرمایا ہے جن میں تہجد گذاروں اور شب بیداروں کو بھی شمار فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ٥ یعنی اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں یا کھڑے ہو کر۔

ف :۔ تفسیر جلالین میں اس کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی نماز پڑھتے ہیں رات کی یعنی تہجد اور بحر العلوم میں لکھا ہے یعنی نماز میں رات گذارتے ہیں

اور آیت میں ذکر بندگانِ خاص اور عاشقانِ الٰہی کا ہے کہ شب بیداری اور ذکر الٰہی ان کی غذا ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اور سورہ سجدہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ ج جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ یعنی ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب آیتوں سے سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے تو وہ گر پڑیں اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں سے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو خوابگاہ سے رات کو نماز تہجد پڑھنے کے سبب الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو (عذاب کے) ڈر سے اور (جنت کی) لالچ سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی کو معلوم نہیں جو پوشیدہ رکھا ہوا ہے ان کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی یعنی جنت کی آرام و راحت کی چیزیں ان کے ایمان کے بدلے۔

ف۔ مشہور ہے کہ یہ آیت تہجد گذاروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث میں ہے۔

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم و قُرْبَۃٌ لکم الٰی ربکم

لہ اللہ تعالیٰ سے نہ لالچ بُرا ہے اور نہ ڈر اس وجہ سے عبادت کرے تو قبول ہے خواہ لالچ دُنیا کی ہو، یا آخرت کی اگر کسی اور کے خوف و رجا سے عبادت کرے تو ریا ہے جو بالکل قبول نہیں ۱۲

ومکفرة للسیئات ومنھاة عن الاثم یعنی اپنے اوپر رات کا قیام لازم کرو اس لئے کہ وہ ان صالحین کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے تھے اور وہ تمہارے رب کے قُرب کا سبب ہے اور گُناہوں کا کفارہ ہے اور گُناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔

نیز حدیث میں آیا ہے عجیب ربنا من رجل ثار عن وطائه و لحافه من بین حِبّه و اهله الیٰ صلوٰته رغبةً فیما عندی و شفقة مما عندی یعنی ہمارا رب اس شخص سے راضی ہوتا ہے جو اپنے بچھونے اور اُوڑھنے سے اپنے محبوب اور بیوی کو چھوڑ کر نماز کے لئے جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس چیز کی رغبت سے جو میرے پاس ہے یعنی ثواب اور اس چیز کے ڈر سے جو میرے پاس ہے یعنی عذاب۔ نیز قیام شب کی فضیلت میں اور بھی بہت سی مشہور حدیثیں آئی ہیں خدا تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس کے بغیر ولایت کے درجہ کو نہیں پہونچتا اور بعض علمار نے کہا ہے کہ بعض انصار کے مکان رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور تھے وہ حضرات نماز مغرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر نماز عشار آپ کے ساتھ پڑھنے کے لئے وہیں رُکے رہتے تھے اور عشار کی نماز باجماعت ادا کر کے اپنے اپنے گھر جاتے تھے اور مغرب سے عشاء تک نوافل میں مشغول رہتے تھے یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی ہے اس قول کی بنا پر "تتجافیٰ" سے مراد نماز اوابین ہو گی جو مغرب اور عشار کے مابین ہے۔ اور بقول بعض یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو فجر اور

عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرتے ہیں حدیث[1] میں آیا ہے من صلی العشاء فی جماعۃ کان کقیام نصف لیلۃ ومن صلی الفجر فی جماعۃ کان کقیام لیلۃٍ یعنی جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اس کا ثواب مثل آدھی رات کے قیام کے ثواب کے ہے اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی اس کا ثواب مثل ساری رات قیام کے ثواب کے ہے (بحر العلوم)
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یحشر الناس فی صعید واحدٍ یوم القیٰمۃ الخ یعنی قیامت کے روز لوگ ایک زمین پر جمع کئے جائیں گے پھر پکارنے والا پکارے گا اور کہے گا این الذین کانت تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یعنی کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے تھے یعنی تہجد گذار پس وہ اٹھیں گے اور وہ تعداد میں تھوڑے ہوں گے پھر بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے پھر تمام لوگوں کو حساب کی طرف جانے کا حکم کیا جاوے گا یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الحساب والقصاص میں ہے۔
جب دو تہائی رات گذر جاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور کہتے یا ایھا الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاءت الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ جاء الموت بما فیہ جاءت الموت بما فیہ یعنی اے لوگو! یاد کرو اللہ کو یاد کرو اللہ کو آیا پہلا نفخہ اس کے پیچھے آئے گا دوسرا نفخہ آئی موت اس چیز کے ساتھ جو اس میں ہے آئی موت اس چیز کے ساتھ جو اس میں ہے یعنی عذاب و ثواب کے ساتھ۔

---

[1] یہ حدیث مشکوٰۃ باب الیکار والخوف میں ہے ۱۲

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تمہارے سر کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر مارتا ہے یعنی سونے والے کے دل میں ڈالتا ہے کہ ابھی رات کافی باقی ہے سوتے رہو پس اگر وہ شخص جاگا اور اللہ کو (دل سے یا زبان سے) یاد کیا تو ایک گرہ یعنی غفلت کی گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کیا تو دوسری گرہ یعنی نجاست کی گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھی تو تیسری گرہ یعنی کسل وسُستی اور بطالت کی گرہ کھل جاتی ہے چنانچہ وہ اس حال میں صبح کرتا ہے، کہ خوش و خرّم، چُست اور پاک نفس رہتا ہے اور اگر نہ جاگا اور نہ ذکر کیا اور نہ نماز پڑھی تو پلید نفس اور کاہل ہو کر صبح کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

ف۔ ابن ملک نے کہا کہ گرہ سے مُراد کسل وسُستی کی گرہ ہے یعنی اس کے کسل کا سبب بنتا ہے اور میرک نے کہا کہ اس گرہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حقیقت پر محمول ہے یعنی حقیقتاً میں گرہ لگاتا ہے جیسے جادوگر کہ جادو کرنے کے وقت کسی چیز پر گرہ لگاتا ہے اور اس کی مؤید مرقاۃ کی ایک روایت ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ مجاز پر محمول ہے گویا سونے والے کو ذکر و نماز سے شیطان کے منع کرنے کو جادوگر کے فعل سے تشبیہ دی کیونکہ وہ بھی جس پر جادو کرتا ہے اس کو اس کی مُراد سے روکتا ہے۔

اور آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو قیام فرمایا حتیٰ تورمت قدماہ یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے عرض کیا گیا کہ آپ یہ

کیوں کرتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے ہیں، آپ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی (کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں) (متفق علیہ)

ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اگر میرے تمام گناہ بخش دیئے ہیں تو کیا میں عبادت کی مشقت چھوڑ دوں اور شکر گذار بندہ نہ بنوں، ہرگز نہیں! بلکہ یہ نعمت مغفرت اور اس کے علاوہ دوسری نعمتیں جو مجھے عطا ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کرنے کے لئے مجھے بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے کہ میں شکر گذار بندہ ہو جاؤں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم نے حصول جنت کی رغبت و آرزو میں عبادت کی، یہ تاجروں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے دوزخ اور عذاب کے خوف اور ڈر سے عبادت کی یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے شکر ادا کرنے کے لئے عبادت کی یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔ کیا خوب کہا ہے حافظ شیرازیؒ نے

تو کار ہمچو گدایاں بشرط مزد مکن   کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

ترجمہ:۔ تو فقیروں کی طرح مزدوری اور اجر و ثواب کی شرط سے کام اور عبادت مت کر کیونکہ مالک یعنی اللہ تعالیٰ خود ہی بندہ پروری کرنا جانتے ہیں۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا حال ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک پڑا سوتا رہتا ہے نماز کے لئے نہیں اٹھتا آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا رہتا ہے یا یہ ارشاد فرمایا کہ

اس کے دونوں کانوں میں (پیشاب کرتا رہتا ہے)۔

ف۔ نماز کے لئے نہ اُٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز تہجد کے لئے نہیں اُٹھتا یا نمازِ فجر کے لئے نہیں اُٹھتا، اور شیطان کے پیشاب کرنے کا مطلب بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ حقیقۃً پیشاب کرتا ہے چنانچہ بعض بزرگوں کا واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ وہ سوتے ہی رہ گئے اور تہجد کی نماز یا فجر کی نماز قضا ہوگئی تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک کالے رنگ کا آدمی آیا اور اپنا پیر اُٹھا کر اس نے ان کے کان میں پیشاب کر دیا اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اتنا سونے والا آدمی اگر اس وقت اپنا ہاتھ کان کو لگائے تو اس کو پیشاب سے تر پائے گا۔

اور بعض علماء کا خیال ہے کہ شیطان کا پیشاب کرنا اس سے کنایہ ہے کہ شیطان اس شخص کو حقیر سمجھتا ہے کیونکہ عادت ہے کہ جو شخص کسی چیز کو حقیر اور معمولی سمجھتا ہے اسی پر پیشاب کرتا ہے۔

روایت ہے کہ پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھبرائے ہوئے جاگے اور ارشاد فرما رہے تھے کہ سُبحان اللہ! آج کی رات کس قدر خزانے اور کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں کون شخص ہے جو حُجرے والیوں کو جگا دے آپ کی مراد ازواج مطہرات تھیں کہ نماز پڑھیں یعنی نماز پڑھ کر مستحق رحمت ہوں اور عذاب اور فتنوں سے نجات پائیں رُبَّ کاسِیَۃٍ فی الدنیا عارِیَۃٌ فی العقبیٰ (رواہ البخاری) یعنی دُنیا میں بہت سی کپڑا پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

ف ۔ یعنی اس رات ان مال کے خزانوں کے اترنے کا علم آنحضرت کو ہوا جن کا اُمت کو ملنا مقدر تھا اسی طرح اُمت میں جو فتنے مقدر تھے وہ بھی آنحضرت کو پہلے سے معلوم ہوا اور حدیث کے اخیر جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر عورتیں طرح طرح کے کپڑے پہنیں گی اور آخرت میں اعمال سے خالی ہوں گی یا یہ کہ نیند کا لباس پہنے ہوئے ہوں گی یعنی نیند کے سبب خدا کی یاد سے غافل ہوں گی اور آخرت میں درجات اور فضائل سے خالی ہوں گی یا یہ مطلب ہے کہ ظاہری اعتبار سے کہنے کو برائے نام دُنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی اور حقیقت میں اور آخرت کے اعتبار سے ننگی ہوں گی جیسے باریک کپڑا یا جالی دار کپڑا پہننا ۔ ملّا علی قاری نے لکھا ہے کہ خزانوں سے رحمت اور فتنوں سے عذاب مُراد ہے ۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا رب جو بابرکت اور بلند مرتبہ ہے ہر روز پچھلی تہائی رات میں آسمان دُنیا یعنی نیچے کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے من یدعونی فاستجیب لہ من یسئلنی فاعطیہ الخ یعنی کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے پس میں اس کی دُعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے پس میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے پس میں اس کو بخشوں (بخاری، مسلم) اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ ہے ثُمَّ یبسط یدیہ یقول من یقرض غیر عدم ولا ظلوم حتی ینفجر الفجر یعنی پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ کھولتا ہے یعنی اپنا لطف و رحمت ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے کہ قرض دے ایسی

ذات کو جو نہ مفلس و محتاج ہے اور نہ ظلم کرنے والا ہے۔ صبح تک یہی فرماتا رہتا ہے۔

ف۔ اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دُنیا کی طرف نزول فرمانے کی تاویل علامہ ابن حجر اور امام مالک رحمہما وغیرہ نے یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی رحمت یا اس کے فرشتے اُترتے ہیں اور اس کی تائید ایک حدیث صحیح سے ہوتی ہے جو مرقاۃ میں مذکور ہے۔ یا یہ جملہ متشابہات میں سے ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہے اور دُعا کے معنی ہیں پکارنا۔ مثلاً بندہ یہ کہے کہ اے پروردگار اور اس کے مقابلہ میں ہے اجابت اور قبول کرنا جیسے اللہ تعالیٰ کہیں کہ "لبیک عبدی" "ہاں میرے بندے میں نے سُن لی" اور سوال کے معنی ہیں طلب کرنا اور اس کے مقابلہ میں ہے مُرادوں کا عطا کر دینا اور کبھی دُعا اور سوال میں سے ہر ایک دوسرے کے معنی میں بھی آتا ہے اور یہ روایت اس روایت کے معارض نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کا اول تہائی گذرنے کے بعد نزول فرماتا ہے یا جس روایت میں یہ ہے کہ آدھی رات یا دو تہائی رات گذر جانے کے بعد نزول فرماتا ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ بعض راتوں میں اس طرح نزول ہوتا ہو اور بعض راتوں میں اس طرح یہ ابن حبان کا قول ہے۔

اور قرض دینے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت بدنیہ یا عبادت مالیہ بہ نیت عوض و ثواب کرے کہ جس طرح قرض بہ نیتِ عوض دیتا ہے اسی طرح عبادت ایسے ربِ غنی کی طرف سے حصولِ ثواب و عوض کی نیت و ارادہ

سے کرے جو نہ فقیر ہے اور نہ دینے سے عاجز ہے اور نہ ظالم ہے کہ وعدہ پورا نہ کرے یا کم دے، مطلب یہ ہے کہ کون ہے جو آخرت میں ثواب ملنے کی اُمید پر ایسے غنی کے واسطے دُنیا میں عمل کرے جو اس کا حق ادا کرنے سے عاجز نہیں ہے اور ایسے عادل کے واسطے عمل کرے جو قرض دینے والے کو کم دے کر اس پر ظلم نہیں کرتا بلکہ کئی گُنا زیادہ اور بہت ثواب عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے ان دو وصفوں کی نفی اس لئے کی کہ کسی کو قرض دینے سے اکثر یہی دو صفتیں اور عادتیں مانع ہوتی ہیں فقیر اور مفلس ہونا یا ظالم ہونا اور وہ ان دونوں سے پاک ہے پس مطلب یہ ہوا کہ جو شخص دُنیا میں نیکی کرے گا وہ میرے پاس آخرت میں اس کا کامل بدلہ پائے گا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے دُنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی مانگتا ہے تو وہ اس کو ضرور دیتا ہے اور یہ ہر شب میں ہے۔

ف۔ دینے سے یا تو حقیقۃً دینا مُراد ہے یا حُکماً دینا مراد ہے اور یہ ساعت معین ہے یا مبہم اس کے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں کہ مبہم ہے جس طرح شبِ قدر اور جمعہ کی ساعت مبہم اور غیر معین ہے اور بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ ساعت آدھی رات کا وقت ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور زیادہ محبوب روزے داؤدؑ کے روزے

ہیں وہ آدھی رات سوتے تھے اور تہائی رات قیام کرتے تھے اور پھر رات کے چھٹے حصہ میں سوتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

ف۔ اس طرح کی نماز محبوب اور بہتر اس لئے ہے کہ جب نفس رات کے دو تہائی حصے میں سوئے گا تو عبادت میں نشاط اور چستی خوب ہوگی اُسی طرح اس طریقہ پر روزے رکھنا اس لئے محبوب اور بہتر ہے کہ اس صورت میں نفس پر مشقت زیادہ پڑتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اوّل شب میں سوتے اور آخر شب کو زندہ رکھتے یعنی آخر شب میں بیدار رہتے پھر اگر آں حضرت کو اپنی ازواج سے حاجت ہوتی یعنی صحبت کی خواہش ہوتی تو اس سے فراغت فرماتے پھر سوتے چنانچہ اگر اذان کے وقت سے پہلے آپ کو غسل کی حاجت ہوتی تو اُٹھتے اور اپنے اوپر پانی ڈالتے یعنی غسل فرماتے اور اگر غسل کرنے کی حاجت نہ ہوتی تو نماز کے۔ لئے وضو فرماتے پھر سنّتِ فجر کی دو رکعتیں ادا فرماتے۔

ف۔ یہ حدیث شمائل ترمذی میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مفصل مروی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اول شب یعنی بعد عشاء سے آدھی رات تک سوتے پھر چھٹے چوتھے اور پانچویں حصے میں تہجّد کے لئے اُٹھتے پھر جب سحر کا وقت ہوتا وتر پڑھتے پھر اپنے بستر پر (سونے کے لئے) تشریف لے آتے اس لئے کہ وہ

چھٹے حصہ میں مستحب ہے تاکہ نماز فجر اور اس کے بعد کے وظائف اور طاعات پر اس سے قوت حاصل ہو، پس اگر آپ کو حاجت ہوتی تو اپنی ازواج سے صحبت فرماتے پھر جب اذان سنتے اٹھتے چنانچہ اگر غسل کرنے کی حاجت ہوتی تو اپنے اوپر پانی ڈالتے یعنی غسل فرماتے اور اگر غسل کی حاجت نہ ہوتی تو وضو کرتے اور نماز کے لئے نکلتے یعنی گھر میں سنتیں پڑھنے کے بعد نکلتے (رواہ الترمذی) اس حدیث سے حدیث اول کا مطلب واضح ہوگیا اور بظاہر آنحضرتؐ صحبت کرنے کے بعد وضو کرکے آرام فرماتے رہے ہوں گے اور پہلی اذان سے مراد اذان متعارف ہے اور دوسری اذان سے تکبیر۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آدھی رات آرام فرماتے اور آدھی رات بیدار رہتے کیونکہ اول سدس یعنی رات کے پہلے چھٹے حصے میں عشار تک جاگتے رہتے پھر دوسرے اور تیسرے سدس میں آرام فرماتے پھر چوتھے اور پانچویں سدس میں جاگتے رہتے پھر چھٹے سدس میں سوتے پس تین سدس سوتے اور تین سدس جاگتے۔

اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کا قیام لازم کرلو یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کو لازم کرلو اس لئے کہ یہ ان صالحین کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گذر چکے اور رات کا قیام تمہارے پروردگار کے قرب و نزدیکی کا اور گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے[ع]

ف۔ صالحین سے مراد انبیار اور اولیار ہیں، اس میں اس بات پر

ع اور بدن سے بیماری دور کرنے کا سبب ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲

تنبیہ ہے کہ تمھیں یہ نماز بطریق اولیٰ پڑھنی چاہیئے کیونکہ تم سب اُمتوں میں بہتر اور خیر اُمت ہو اور اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص رات کو قیام نہیں کرتا وہ صالحین کاملین میں سے نہیں ہے بلکہ اس شخص کی طرح ہے جو ظاہر کرکے زکوٰۃ دیتا ہے پوشیدہ اور مخفی طور پر نہیں۔

اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ہیں یعنی تین طرح کے لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستا ہے یعنی ان سے راضی ہوتا ہے اور ان کی طرف انتہائی نظرِ رحمت وعنایت سے دیکھتا ہے۔ ایک تو وہ شخص جو رات کو کھڑا ہو کر نماز (تہجد) پڑھے اور دوسرے وہ لوگ جو نماز پڑھنے کے واسطے صفیں درست کریں۔ الحدیث۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پچھلی رات میں بندہ پروردگار کے بہت نزدیک ہوتا ہے پس اگر تجھ سے یہ ہوسکے کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ہو جا۔ مطلب یہ ہے کہ ان میں ہونے کی کوشش کرو

ف۔ نزدیک ہونے سے مراد رضائے خداوندی ہے اور پچھلی رات کی ابتداء ثلث اخیر سے ہوتی ہے اور وہی وقت تہجد کے لئے اُٹھنے کا ہوتا ہے اور حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ آنحضرت کے مقرب اور مجذوب بارگاہِ کبریا ہیں، ابتدائے ظہورِ نبوت میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے وہ اپنے وطن میں تھے ان کے دل میں اچانک نورِ توحید کی کرن جگمگا اُٹھی اور بت پرستی اور شرک سے نفور ہو گئے اور سنا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے

جو لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا ہے اور بتوں کی عبادت سے روکتا ہے چنانچہ وہ مکہ معظمہ تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر معلوم ہوئی، آنحضرتؐ ان دنوں بحکم خداوندی دشمنانِ دین کی نظر سے پوشیدہ تھے، انھوں نے قریش سے پوچھا کہ تم میں کوئی شخص پیدا ہوا ہے جو تمھارے دین سے نکل کر دوسرے دین کی طرف بلاتا ہے لوگوں نے کہا ہاں! ایک دیوانہ ہے جس نے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا ہے اور نئی رسم نکالی ہے ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

ترجمہ:۔ آپ جس کو دیوانہ کر دیتے ہیں اس کو دونوں جہان عطا کر دیتے ہیں حالانکہ آپ کا دیوانہ دونوں جہان لے کر کیا کرے گا۔

انھوں نے کہا پھر وہ کہاں ملیں گے؟ لوگوں نے کہا وہ آدھی رات کو نکلتا ہے اور اس خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرتا ہے، عمرو بن عبسہؓ آدھی رات کو نکلے اور کعبہ کے پردہ میں چھپ گئے اچانک ایک شخص کو دیکھا جو اس شان کا مالک ہے کہ سارے انسان اس کے آستانہ کی خاک ہیں اور وہ لآ الٰہ الاّ اللہ کہتا ہے اور کعبہ کے گرد طواف کرتا ہے اس وقت عمرو بن عبسہؓ نکلے اور سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور تمھارا دین کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا دین لآ الٰہ الاّ اللہ ہے۔ عمرو بن عبسہؓ نے کہا میں بھی اس دین کو محبوب رکھتا ہوں پھر وہ ایمان لائے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تیسرے یا چوتھے آدمی ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت کیا اور

فرمایا کہ میرے پروردگار نے وعدہ کیا ہے جب وہ پورا ہوگا تو میرے پاس آنا چنانچہ ہجرت کے بعد عمرو بن عبسہ رضؓ مدینہ آئے اور حضرت کی صحبت بابرکت میں حاضر رہے اور درجۂ کمال کو پہونچے۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس شخص پر رحمت کرے جو رات کو نماز پڑھنے اُٹھا اور اپنی بیوی کو جگایا پس اس کی بیوی نے بھی نماز پڑھی پھر اگر بیوی (نیند کے غلبہ اور سستی کے سبب) نہ جاگی تو اس نے اس کے مُنھ پر پانی کے چھینٹے مار دیئے اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت کرے جو رات کو اُٹھی اور نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو جگایا پس اس کے شوہر نے بھی نماز پڑھی پھر اگر شوہر نہ جاگا تو اس نے اس کے مُنھ پر پانی کے چھینٹے ڈال دیئے۔

ف۔ یہاں نماز پڑھنے سے مُراد تہجد کی نماز پڑھنا ہے البتہ اگر اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو ان کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور پانی کے چھینٹے مارنے سے مُراد اللہ کی اطاعت کے لئے اس کو اُٹھانے میں ہر ممکن کوشش کرنا ہے حاصل یہ کہ میاں بیوی کو چاہئے کہ طاعتِ الٰہی میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور اسی طرح رُفقاء و احباب کو بھی باہم کرنا چاہیئے نیز یہ حدیث اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ طاعت پر جبر کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کس وقت دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا پچھلی (تہائی) رات میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ... میں ایسے (صاف و شفاف) بالاخانے ہیں کہ باہر کی چیزیں ان کے اندر اور ان کے اندر کی چیزیں ان کے باہر (دیکھنے) میں معلوم ہوتی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے تیار کیا ہے جو نرمی سے بات کرے اور کھانا کھلاوے اور پے در پے (یعنی اکثر نفل) روزے رکھے اور رات کو ایسے وقت (تہجد کی) نماز پڑھے جب اکثر لوگ سوتے ہوں۔

ف۔ بعض علماء نے فرمایا کہ پے در پے روزہ رکھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزہ رکھے۔

اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ! فلاں کی طرح مت ہونا کہ رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا۔

ف۔ یعنی بغیر عذر کے آرامِ نفس کے واسطے رات کا قیام چھوڑ دیا لہٰذا گویا ان لوگوں میں داخل ہو گیا جن کے حق میں کہا گیا ہے تارک الورد ملعون یعنی ورد کا تارک ملعون ہے نیز اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ عبادت کا ترک کر دینا اور عادت کی طرف رجوع کرنا زیادتی کے بعد نقصان ہے اور اس چیز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور یعنی ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں زیادتی کے بعد نقصان سے۔ پس سالک کو زیبا ہے کہ ہمیشہ زیادتی کا طالب رہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ جو زیادتی میں نہ ہو وہ نقصان میں ہے۔

اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ داؤد علیہ السلام کا رات کا ایک وقت تھا (یعنی نصف اخیر) جس میں اپنے گھر والوں کو جگاتے اور کہتے کہ اے آلِ داؤد! اُٹھو اور نماز پڑھو یقیناً یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں اللہ عزّ وجل دُعا قبول فرماتا ہے سوا جادوگر یا عشار (یعنی ٹیکس و چُنگی وصول کرنے والے کے)

ف۔ عشار یعنی چوکیدار اور چُنگی وصول کرنے والے جو ناکوں پر بیٹھتے ہیں اور لوگوں سے ان کے اموال از راہ ظلم لیتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ ساحر اور عشار کی دُعا نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ ان سے مخلوق خُدا کو ضرر پہونچتا ہے، اسی لئے بعض عارفین نے کہا ہے کہ عبودیت اور بندگی یہ ہے کہ امر الٰہی کی تعظیم کرے اور مخلوق خُدا پر شفقت کرے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے۔

ف۔ میرک فرماتے ہیں کہ یہ رواتب ابو اسحٰق مزوری شافعیؒ کے لئے حجت ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ تہجّد کی نماز سنن رواتب سے افضل ہے اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ سنن رواتب افضل ہیں لیکن قولِ اوّل زیادہ قوی ہے کیونکہ یہ حدیث اس پر صراحۃً دلالت کررہی ہے۔ انتہیٰ۔
اور تحقیق یہ ہے کہ تہجّد اس جہت سے افضل ہے کہ اس میں نفس پر مشقت زیادہ ہے اور ریاء سے بعید ہے اور سنن رواتب اس جہت

سے افضل ہیں کہ ان کو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے اور وہ فرض نمازوں کی متمم ہیں اب دونوں قولوں میں کچھ منافات نہ رہا۔ یا یہ کہا جائے کہ تہجد کی نماز اس لئے افضل ہے کہ اس کے بعد وتر کی نماز پڑھی جاتی ہے جو واجب ہے۔ حضرت جنید بغدادی'' کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے کہا کہ جو معارف و حقائق میں بیان کیا کرتا تھا سب جاتے رہے اور جو اشارات بیان کیا کرتا تھا سب فنا ہو گئے اور مجھ کو سوا ان چند رکعتوں کے جو میں راتوں کو پڑھا کرتا تھا کسی چیز نے کچھ فائدہ نہ دیا، طالبین کو اس بات کی ترغیب دی کہ عبادت و ریاضت میں خوب کوشش کرو اور تصوف کے نکات پر اعتماد نہ کرو۔ ؎

کار کُن کار بگذر از گفتار　　　کاندریں راہ کار باید کار

ترجمہ:۔ کام کرو کام اور بات نہ بناؤ کیونکہ اس راہ میں کام میں لگنے ہی سے کام بنتا ہے۔

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے پھر جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے آپ نے فرمایا جلد ہی اس کی نماز اس کو اس چیز سے باز رکھے گی جو تم کہہ رہے ہو۔

ف۔ یعنی نماز کی مداومت سے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق نصیب کرے گا اور اس کی نورانیت اور برکت سرایت کر جانے کے سبب اس فعل بد سے باز رہے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ

تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی نماز بے حیائی اور بُری بات سے باز رکھتی ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے اہل کو رات میں جگاوے پس دونوں نماز پڑھیں یا یہ فرمایا کہ ہر ایک نماز پڑھے دو رکعتیں تو وہ ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھے جاتے ہیں۔

ف۔ اہل سے مراد بیوی ہے یا اس کی بیوی، اولاد، اقارب اور غلام لونڈیاں اور دونوں ذَاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ میں لکھے جاتے ہیں جن کی فضیلت کلام اللہ میں مذکور ہے وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (یعنی اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے اشراف یعنی بلند مرتبہ لوگ حاملینِ قرآن اور رات والے ہیں۔

ف۔ حاملین قرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن یاد کریں اور اوامر و نواہی پر عمل کریں تو وہ لوگ میری اُمت میں بلند مرتبہ ہیں جیساکہ دوسری روایت میں آیا ہے جس نے قرآن حفظ کیا پس نبوت اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کی گئی مگر یہ کہ اس کی طرف وحی یعنی وحی جلی نہیں کی جاتی لیکن اس کی طرف وحی خفی کی جاتی ہے یعنی وحی جلی (قرآن)

کے معانی اور مطالب کی سمجھ اس کو عطا کی جاتی ہے۔ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ حفظ سے مراد یہ ہے کہ اس کو یاد کرے اور اس کے موافق عمل کرے ورنہ ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ۵ یعنی جن کو کتاب اللہ یاد ہو اور پھر عمل نہ کیا تو وہ ایسے ہیں جیسے گدھے پر کتابیں لاد دیں یعنی ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

اور رات والے سے مراد وہ لوگ ہیں جو شب بیداری اور رات میں نماز اور قرآن پڑھنے پر مداومت کرتے ہیں۔

مروی ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنا کہ اللہ کو منظور ہوتا یہاں تک کہ جب پچھلی رات ہوتی تو اپنے اہل یعنی بیوی وغیرہ کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے نماز پڑھو اور یہ آیت تلاوت فرماتے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۵ یعنی اور حکم کیجئے اپنے گھر کے لوگوں کو نماز کا اور اس پر صبر کیجئے ہم تم سے روزی نہیں مانگتے ہم ہی روزی دیتے ہیں تم کو اور انجام کار پرہیزگاروں کے واسطے ہے۔

ف۔ صبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی مشقتوں کے برداشت کرنے اور نماز کے لئے اپنے گھر والوں کے معاملہ کی مشقتوں کے تحمل کرنے پر خوب صبر اور استقامت سے کام لیجئے لہٰذا تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

عبادت پر متوجہ ہو اور اپنی غنائے ظاہری و باطنی کے لیے اس سے مدد و نصرت طلب کرو اور اپنے رزق کے بارے میں فکر مت کرو اور اپنا دل امر آخرت کے لئے فارغ رکھو اس لیے کہ ہم بندوں کے رزق دینے پر قادر ہیں تم سے رزق نہیں مانگتے کہ تحصیل رزق اور وجہ معیشت کے لئے ایسی سعی کرو اور مشقت اُٹھاؤ جو نماز سے باز رکھے ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں جیساکہ دوسروں کو دیتے ہیں اور دُنیا و آخرت کا انجام متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

فصل :- بزرگوں کی شب بیداری کے واقعات

خاتمۃ المحققین درراس المدققین امام ابو عبدالرحمن عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنبیہ المغترین میں لکھا ہے کہ اہل اللہ کے اخلاق میں سے یہ بھی تھا کہ راتوں کو پابندی سے اُٹھا کرتے تھے خواہ گرمی ہو یا سردی اور مثل فرض کے اس کی تاکید کرتے تھے یہاں تک کہ اہل اللہ نے کہا ہے کہ جو فقیر رات میں بغیر کسی وجہ کے غافل ہو کر سوئے اس کو راہِ حق کی کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور بعض ایسے فقراء نے جو رات کو بستروں پر پڑے عوام الناس اور دُنیا داروں کی طرح سوتے رہتے ہیں اس سے ایک خلق کثیر کو غافل کر دیا ہے اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اکثر و بیشتر بلا ضرورت محض تنعم و ترفہ کے لئے حمام میں گھسے رہتے ہیں اور اس سے نکلتے نہیں یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے اور کس قدر بُرا ہے وہ

شیخ جو طلوعِ آفتاب کے بعد حمام جاتا ہے حالانکہ عوام اور اس کے مریدین اس کو دیکھتے رہتے ہیں میں نے جن حضرات کی صحبت پائی ہے اُن میں سب سے آخر جو رات کے سواروں میں سے تھے شیخ محمد بن عنان رح تھے ان کا ہر رات کا معمول پانچ سو رکعات پڑھنے کا تھا اور یہی معمول مہدی علیہ الرحمۃ کا تھا، شیخ صالح رح جاڑے کی رات میں چھت کے اوپر تہجد پڑھتے تھے اور عبداللہ بن مسعود رض اس وقت تہجد پڑھا کرتے جب لوگ سو جاتے چنانچہ ان کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح سُنائی دیتی تھی یعنی نماز تہجد میں پست آواز سے قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تھے۔ سفیان ثوری رح جب غفلت میں زیادہ کھا جاتے تو پوری رات قیام فرماتے اور کہتے ان الحمار اذا زید فی علفه زید فی تعبه فی الاعمال یعنی گدھے کو جب چارہ زیادہ دیا جاتا ہے تو اس سے کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے علیکم بقیامِ اللیل فانّهٗ دَاْبُ الصّالحینَ قبلکم و مقربة الی ربکم و تکفیر لخطایاکم و منهاة عن الاثم و مطردةٌ للداء عن الجسدِ یعنی تمھارے اوپر رات کا قیام لازم ہے کیونکہ وہ ان صالحین کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گذر چکے اور تمھارے رب کے قرب اور تمھاری خطاؤں کے دور کرنے اور گناہوں سے باز رکھنے اور بدن سے بیماری دور کرنے کا سبب ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی والدہ نے کہا یا بُنَیَّ لَا تُکثِرِ النَّومَ باللیلِ فمن نام اللیل جاء یوم القیامة وهو مُفلسٌ من الحسنات یعنی

اے بیٹے! ساری رات نہ سویا کر اس لئے کہ جو شخص ساری رات سویا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ نیکیوں سے خالی ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ یا داؤد کذب من ادّعی محبتی فاذا جنہ اللیل نام عنی یعنی اے داؤد! وہ شخص جھوٹا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو میری یاد سے غافل ہو کر سو رہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے اس بندہ پر فخر کرتے ہیں جو جاڑے کی بعض راتوں میں تہجد کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور فرماتے ہیں اُنْظُرُوا اِلٰی عبدی خرج من تحت لحافہ وترک الدّفآءَ وَالمرأتہُ الحسناءَ یُناجینی بکلامی اشہد کم انی قد غفرت لہ یعنی میرے بندہ کو دیکھو کہ اپنے لحاف کے نیچے سے نکلا ہے اور گرم ہونے کو اور اپنی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر میرے کلام سے مجھ سے مناجات کر رہا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

نافعؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ رات کے بعض حصہ میں قیام کرتے پھر کہتے اے نافع! صبح ہوئی، میں کہتا ہاں! تو بیٹھتے اور استغفار شروع کرتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی۔

امام زین العابدینؒ فرماتے تھے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک رات درد کی وجہ سے غافل ہو کر سو گئے اور آپ کا پیٹ جو کی روٹی سے سیر تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے یحییٰ! اگر تو جنت الفردوس کو ذرا سا جھانکتا

تو ضرور کھل جاتا تیرا جسم اور ضرور رونا آنسوؤں کے بعد پیپ اور بہنا ٹاٹ کے بعد لوہا۔

عمر بن الخطاب رضؓ اپنے ایام خلافت میں نہ رات کو سوتے اور نہ دن کو بلکہ بیٹھ کر اونگھ لیتے اور چند جھوکے لے لیتے اور فرماتے کہ اگر رات کو سوؤں تو اپنے نفس کو ضائع کروں اور اگر دن میں سوؤں تو اپنی رعیت کو ضائع کروں اور ان کے انصاف کے بارے میں مجھ سے سوال ہو۔

اویس قرنیؒ اپنا بچھونا عشاء کے وقت سے بچھاتے اور اس پر کروٹیں لیتے رہتے اور صبح تک آہ آہ کرتے رہتے، سوتے نہ تھے اور بسا اوقات زمین کی طرف سر جھکائے بیٹھے رہتے اور کچھ گفتگو نہ فرماتے یعنی خوفِ الٰہی سے متحیر اور اللہ کی طرف مشغول رہتے اور فرماتے اِنَّ خَوْفَ جَهَنَّمَ قَدْ طَيَّرَ نَوْمَ الْعَابِدِيْنَ یعنی جہنم کے خوف نے عابدوں کی نیند اُڑادی ہے۔

سلف صالح رضی اللہ عنہم اس شخص کا چہرہ پہچان لیتے تھے جو رات کے قیام سے غافل ہو کر سوتا رہتا اور کہتے کہ ہم نے تم کو اس رات درگاہِ الٰہی میں نہیں دیکھا حالانکہ فلاں اور فلاں حاضر تھے اور ان کو تحفے عنایت ہوئے اور ان حضرات میں سے ایک دوسرے کو بستر پر سونے کے سبب ملامت کرتے اور ان میں سے بعض حضرات سفر سے واپسی پر بستر پر سو جاتے اور اس رات اپنے وظیفہ سے غافل ہو کر سوتے رہ جاتے تو قسم کھا لیتے کہ میں اب

عہ یعنی حصول جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف میں طاعتِ الٰہی میں مشقت برداشت کرتے اور ان کا یہ حال ہو جاتا ۱۲

مرتے دم تک بستر پر نہ سوؤں گا۔

عبدالعزیز ابن ابی رداد کے لیے جب بچھونا بچھایا جاتا تو اپنا ہاتھ اس پر رکھتے اور کہتے کہ کیا خوب نرم و ملائم ہے تو، لیکن جنت کا بچھونا تجھ سے زیادہ نرم و ملائم ہے پھر نماز کے لیے اُٹھتے اور فجر تک نماز میں مشغول رہتے۔

فضیل بن عباض کہتے تھے کہ میں رات کو قیام کرتا ہوں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو میرا دل کانپ جاتا ہے اور کہتا ہوں کہ اب دن اپنی آفتوں کے ساتھ آگیا۔

بشر حافی اور ابو حنیفہ اور یزید رقاشی اور مالک بن دینار اور سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رحمہم اللہ ہمیشہ مرتے دم تک تمام رات قیام کرتے رہے، لوگوں نے ایک بار بشر حافی سے کہا کہ آپ رات میں ایک گھڑی بھی استراحت نہیں فرماتے تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے اور ان سے خون ٹپکنے لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے تھے تو بھلا میں کس طرح آرام کروں جب کہ مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک گناہ بھی بخشا ہے۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص رات کا قیام نہیں چھوڑتا مگر کسی گناہ کے ارتکاب کے سبب پس اپنے نفس سے ہر رات غروب کے وقت محاسبہ کیا کرو اور اپنے رب سے توبہ کیا کرو تاکہ رات کو قیام کرو اور اکثر فرماتے تھے کہ رات کا قیام اسی پر گراں ہوتا ہے جس کو اس کے گناہوں نے بوجھل اور

گرانبار کر دیا ہو۔

ابوالاحنص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے علماء اور عابدوں کو اس حال میں پایا کہ وہ رات کو سوتے نہیں تھے اور جب میں کسی کے گھر یا مسجد کے پاس سے رات کو گذرتا تو میں اس سے بھی شہد کی مکھی کی آواز کی مانند آواز سُنتا، پس کیا حال ہے ہمارے زمانہ کا؟ کیا گذشتہ گناہوں سے مامون ہیں یا گناہوں کے عذاب سے ڈرتے ہی نہیں؟ جو اس نماز سے ایسی غفلت کرتے ہیں۔

صلۃ بن اشیم رضی اللہ عنہ بعد عشاء سے فجر تک دونوں قدم برابر کرکے نماز کے لئے کھڑے رہتے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہتے یَا رَبِّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ یعنی اے میرے رب! مجھ کو جہنم سے بچا، بلاشبہ مجھ جیسے کو جنت کا سوال کرنا نہیں زیب دیتا۔

ایک شخص نے ابراہیم بن ادہم رحؒ سے کہا کہ میں رات کے قیام پر قادر نہیں ہوں مجھے اس کے لئے کوئی علاج بتائیں انھوں نے فرمایا کہ دن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہو تو وہ تم کو رات میں اپنے سامنے کھڑا ہونے کی توفیق دے گا کیونکہ اس کے سامنے کھڑا ہونا بہت شرف کی بات ہے اور گنہگار اس شرف کا مستحق نہیں ہے۔

عتبۃ العلام رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑا ہونے سے پہلے جب رات کو وضو کرتے تو کہتے اَللّٰھُمَّ قَدْ حَمَلْتُ نَفْسِیْ مَا لَا اُطِیْقُ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالْقَبَائِحِ حَتّٰی اسْتَحْقَقْتُ الْخَسْفَ وَالْمَسْخَ وَدُخُوْلَ النَّارِ وَھَا اَنَا اُرِیْدُ اَنْ

اَقِفُ بَینَ یَدَیکَ خلف کلِ عاصٍ علیٰ وجہِ الارضِ رَجاءَ اَن تَغفِرَ لِاَحَدٍ مِّنھُم فَیُصِیبَنِی مِنہُ شَیٌٔ مِّنَ المَغفِرَۃِ یعنی اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر معاصی اور گناہوں کا اتنا بوجھ لاد لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں یہاں تک میں خسف اور مسخ اور دخول جہنم کا مستحق ہوگیا اور اب میں چاہتا ہوں کہ تیرے سامنے روئے زمین کے گنہگاروں کے پیچھے کھڑا ہوں اس اُمید میں کہ تو ان میں سے کسی کو بخشے تو مجھے بھی اس مغفرت سے کچھ حصہ مل جائے۔

حسن بن صالح اور ان کی لونڈی رات کو قیام کیا کرتے پھر انھوں نے لونڈی دوسروں کے ہاتھ بیچ ڈالا چنانچہ وہاں جب لونڈی نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو پھر نماز پڑھنا شروع کردیا اور فجر تک نماز پڑھتی رہی اور گھر والوں سے رات بھر کی ہر ساعت میں کہتی رہی کہ یَا اَھلَ الدَّارِ قُومُوا یا اھل الدار صَلُّوْ یعنی اے گھر والو اُٹھو! نماز پڑھو۔ گھر والوں نے جواب دیا کہ ہم فجر تک نہیں اُٹھتے چنانچہ وہ لونڈی حسن بن صلاح کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ آپ نے مجھ کو ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کیا ہے جو ساری رات سوتے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ میں ان کو سوتا دیکھ کر خراب ہوجاؤں۔ چنانچہ حسن بن صالح نے اس لونڈی کو واپس لے لیا اور اس کا حق خوب ادا کیا۔

رابعہ دویہ ہر رات وضو کرتی تھیں اور اپنے شوہر سے کہتیں اَلَکَ حَاجَۃٌ یعنی کیا آپ کو کچھ حاجت ہے؟ اگر شوہر کہتا کہ کچھ حاجت نہیں

تو صبح تک قیام کرتیں اور اول شب میں کہتی تھیں اِلٰھِی نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَغَارَتِ النُّجُوْمُ وَاَغْلَقَتْ مُلُوْکُ الدُّنْیَا اَبْوَابَھَا وَبَابُکَ لَا یُغْلَقُ فَاغْفِرْ لِیْ یعنی یا الٰہی! آنکھیں سو گئیں اور ستارے بلند ہو گئے اور دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے اور تیرا دروازہ نہیں بند ہوتا پس مجھے بخش دے، پھر اپنے دونوں قدم نماز کے لئے برابر کرتیں اور کہتیں وَعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ ھٰذَا مَوْقِفِیْ بَیْنَ یَدَیْکَ اِلَی الصَّبَاحِ مَا عِشْتُ یعنی قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی یہ ہے صبح تک تیرے سامنے میرے کھڑے رہنے کی جگہ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

سفیان ثوریؒ فرماتے تھے عَلَیْکُمْ بِقِلَّةِ الْاَکْلِ تَمْلِکُوْنَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔ یعنی اپنے اوپر کم کھانا لازم کر لو رات کے قیام پر قادر ہو جاؤ گے۔

ثابت بُنانیؒ ساری رات نماز پڑھتے تھے اور اپنے گھر والوں سے کہتے تھے قُوْمُوا فَصَلُّوْا فان قیام اللیل اھون من مکابدۃ الاھوال یوم القیمۃ یعنی اُٹھو اور نماز پڑھو اس لئے کہ رات کا قیام احوالِ قیامت کی مصیبت سے بہت آسان ہے۔

ابو الجویریہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چھ مہینے تک رہا اس مدت میں آپ سے جدا نہیں ہوا میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے اس مدت میں کسی ایک رات بھی اپنا پہلو زمین پر رکھا ہو علماء نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے لئے رات کا بستر نہیں تھا اور حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ عبادت کرنے والا اور پرہیزگار

نہیں دیکھا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب رات کو تجلی فرماتے ہیں تو فرماتے ہیں این المدعون لمحبتی فی النھار الیس کل محب یحب الخلوۃ بحبیبہ فھا انا الاٰن مُطّلعٌ علیٰ احبابی یمثلون علی الحضور ویخاطبونی علی المشاھدۃ وغدًا اقرّ اعینھم فی جنّتی یعنی کہاں ہیں دن میں میری محبت کا دعویٰ کرنے والے؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر محب اپنی حبیب کی خلوت چاہتا ہے پس سنو! اب میں اپنے دوستوں کے لئے حاضر و ناظر ہوں کہ وہ میرے پاس حاضری پر قادر ہیں اور مجھ سے بالمشافہ گفتگو پر قدرت رکھتے ہیں اور کل میں ان کی آنکھیں اپنی جنت میں ٹھنڈی کروں گا۔

حضرت مغیرہ بن حبیب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات مالک بن دینارؒ کو اس حال میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عشار ہی کے وقت سے اپنی داڑھی پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور روتے جاتے تھے اور کہتے تھے یا ربّ اِرحَم شیبۃَ مالکٍ یعنی اے میرے پروردگار! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ اسی طرح طلوع فجر تک کھڑے روتے رہے۔ مغیرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زید کو مسلسل ایک مہینہ تک دیکھا کہ رات کو بالکل نہ سوتے تھے اور اپنے گھر والوں سے کہتے تھے اِنتبھوا فما ھٰذِہٖ دارُ نومٍ عن قریبٍ یأکلکم الدود یعنی جاگو یہ سونے کا گھر نہیں ہے عنقریب تمہیں کیڑے کھا جائیں گے۔

صہیب عابدؒ بصرہ کی ایک عورت کے غلام تھے اور ساری رات نمازیں

پڑھا کرتے تھے ان کی مالکہ نے ایک دن کہا کہ تمھارا رات کو اس قدر عبادت کرنا دن میں تمھارے کام اور خدمت کرنے میں حارج ہوتا ہے صہیبؒ نے مالکہ سے کہا ماذا اصنع فاذا ذکرت جھنم طار نومی یعنی میں کیا کروں جب مجھے جہنم یاد آتی ہے تو میری نیند اُڑ جاتی ہے۔

ازہر بن مغیثؒ فرماتے تھے کہ میں نے ایک رات خوبصورت حور دیکھی میں نے اس سے کہا تم کس کے لئے ہو اس نے جواب دیا اس کے لئے جو جاڑوں کی راتوں میں قیام کرے۔

ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک رات بیت المقدس میں قیام کیا تو انھوں نے صخرہؑ کی جانب ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے قیام اللیل یطفی لھیب النار ویثبت الاقدام علی الصراط فلا تساھل فی قیام اللیل یعنی رات کا قیام آتشِ دوزخ کے شعلہ کو بجھائے گا اور پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا پس اس میں سستی نہ کرو، چنانچہ اس کے بعد انھوں نے مرتے دم تک رات کا قیام نہ چھوڑا۔ سبحان اللہ! یہ حال تھا بزرگوں کی شب بیداری کا۔ اے اللہ! ہمیں اس کی توفیق دے اور ہماری سب عبادتیں قبول فرما اور ہمارا خاتمہ بالخیر مدینہ منورہ میں کر بقول ان بزرگ کے ؎

الٰہی مجھ کو کر خاکِ مدینہ لگا دے گھاٹ سے میرا سفینہ

آمین یا رب العالمین

ع صخرہ بیت المقدس میں ایک بڑا پتھر ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے اوپر معلق تھا اب اس کے گرد چہار دیواری بنادی گئی ہے ۱۲

فصل :- رات کی نماز (یعنی تہجّد وغیرہ) کا بیان

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مختلف ہیں ان میں سے جس کو بھی اختیار کرے اتباع کی فضیلت مل جائے گی اور اگر کبھی کسی روایت کے موافق پڑھے اور کبھی کسی روایت کے موافق تو یہ زیادہ مناسب اور سُنّت کے زیادہ موافق ہے جیساکہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نماز تہجّد سُنّت موکدہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمایا اور اگر کبھی فوت ہوگئی تو دن میں بارہ رکعتیں قضا فرمائیں۔

تہجّد کی نماز چار رکعت سے کم نہیں آئی ہے اور بارہ رکعت سے زیادہ بھی ثابت نہیں ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز تہجّد کے بعد پڑھتے تھے، سُنّت یہی ہے، جس کو اپنے نفس پر اعتماد ہو وہ وتر تہجّد کے بعد آخر شب میں پڑھے کیونکہ یہ بہتر ہے اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونے سے پہلے پڑھ لے کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تہجّد مع وتر کے سات رکعت پڑھی اور کبھی نَو اور کبھی گیارہ اور کبھی تیرہ اور کبھی پندرہ اور کبھی دو دو رکعت اور کبھی چار چار رکعت اور کبھی سب ایک سلام سے اور کبھی ہر دو رکعت نئے وضو اور مسواک سے پڑھتے تھے اور ہر دو رکعت کے بعد آرام فرماتے اور پھر بیدار ہوتے اور تہجّد میں قیام بہت طویل فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک

سوج گئے اور پھٹ گئے اور کبھی چار رکعت اس طرح ادا فرماتے کہ پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران اور تیسری رکعت میں سورۂ نساء اور چوتھی میں سورۂ مائدہ پڑھتے اور جس قدر قیام فرماتے اسی قدر رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ بھی ادا فرماتے اور کبھی ایک ہی رکعت میں یہ چاروں سورتیں اکٹھی پڑھتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وتر کی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کیا کرتے لیکن مستحب یہ ہے کہ روزانہ اتنا پڑھے کہ جس پر دوام کر سکے ایک مہینہ میں ایک یا دو یا تین ختم کرے اور اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سات رات میں ختم کرتے تھے شبِ اول میں تین سورتیں بقرہ اور آل عمران اور نساء اور دوسری شب میں پانچ سورتیں اور تیسری شب میں سات سورتیں اور چوتھی شب میں نو سورتیں اور پانچویں شب میں گیارہ سورتیں اور چھٹی شب میں تیرہ سورتیں اور ساتویں شب میں آخر قرآن تک اس ختم کو "فمی بشوق"[ع] کہتے ہیں اور قرآن ترتیل سے پڑھے، اور مستحب یہ ہے کہ نماز فجر کی جماعت سے آفتاب کے بلند ہونے تک ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر دوگانہ نفل ادا کرے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا پورا ثواب ملے گا (کما جاء فی الحدیث) اور اگر شروع دن میں چار رکعت پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دن کے آخری

ع ف سے سورۂ فاتحہ اور م سے مائدہ اور ی سے سورۂ یونس اور ب سے بنی اسرائیل اور ش سے سورۂ شعراء اور و سے والصّٰفّٰت اور ق سے سورۂ قٓ کی طرف اشارہ ہے اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا اور اکثر بزرگان دین کا یہی معمول تھا۔ ۱۲ منہ

حصہ تک اس کو کفایت کروں گا۔ اس کو "نماز اشراق" کہتے ہیں انتہی کلام القاضی علیہ الرحمۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) نماز عشار سے فارغ ہونے سے فجر تک گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کی وتر کرتے پھر اس رکعت میں اتنی دیر تک سجدہ کرتے کہ اتنی دیر میں آپ کے سر اُٹھانے سے پہلے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے۔ جب مؤذن نماز فجر کی اذان سے فارغ ہوجاتا اور فجر یعنی روشنی ظاہر ہوجاتی تو آپ کھڑے ہوتے اور دو ہلکی رکعتیں (یعنی فجر کی سُنتیں) پڑھتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے یہاں تک کہ آں حضرت صلعم کے پاس مؤذن تکبیر (کی اجازت لینے) کے لئے آتا تو آپ نماز کے لئے نکلتے۔

ف۔ ایک رکعت کی وتر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دو رکعت اوپر کی دوگانہ سے ملی ہوئی رہتی تھیں یہ ابن ملک رح کا قول ہے اور ابن حجر شافعی رح فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اقل وتر ایک رکعت علیحدہ اور ہر دوگانہ پر سلام پھیرنا ہے یہی ائمہ ثلثہ کا مذہب ہے اور پھر سجدہ کرنے سے بظاہر یہ مُراد ہے کہ ان رکعتوں کا ہر سجدہ بقدر مذکور کرتے یا یہ مُراد ہے کہ وتر کے سجدوں میں سے

عہ یہ تاویل مذہب حنفی کے مطابق ہے اس حدیث کو تطبیق دینے کے لئے جس میں وتر کی تین رکعتیں آئی ہیں چنانچہ ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ افضل سب کے نزدیک وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں اور ترمذی رح نے بھی شمائل میں ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے ثم یصلی ثلثاً اور مسلم میں ثم اوتر بثلاث آیا ہے ۱۲ منہ

ایک سجدہ یا اس کے سب سجدے اس قدر کرتے تھے اور جو بعض جگہ وتر کے بعد دو سجدے کیفیت معروفہ کے ساتھ کرتے ہیں اور فقہ کی بعض ضعیف روایتوں میں بھی ان کی فضیلت آئی ہے ان کی کوئی اصل حدیثوں سے ثابت نہیں ہے اور روایات فقہیہ مختارہ بھی ان کے بارے میں نہیں آئی ہیں اور حرمین شریفین بلکہ تمام بلاد عرب میں بھی ان پر عمل نہیں ہے البتہ ایک حدیث اس کے متعلق روایت کی گئی ہے علماء نے اس کو موضوع قرار دیا ہے اور مذاہبِ اربعہ میں سے کسی امام کا مذہب اس کے سنت یا مستحب ہونے کا نہیں ہے اور دیارِ عرب کے اکثر حنفیہ ان سجدوں کو جانتے بھی نہیں بلکہ بعض نے ان سجدوں کی کراہت بھی نقل کی ہے اور فجر کی سُنتیں ہلکی پڑھتے کیونکہ ان میں قل یا یھا الکفرون اور قل ھو اللہ پڑھتے اور سُنتوں کے بعد اس لئے لیٹتے کہ رات کے قیام کی وجہ سے جو مشقت اُٹھائی ہے اس سے استراحت ہو جائے اور فرض نشاط کے ساتھ ادا ہو اس لئے مختار یہ ہے کہ یہ لیٹنا مستحب ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی رات کو (نیند سے) اُٹھے تو چاہیے کہ ہلکی دو رکعتوں سے نماز شروع کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع فرماتے تھے۔

ف۔ ان دو رکعتوں سے مُراد وضو کی دو رکعتیں ہیں جن میں تخفیف مستحب ہے اور اظہر یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں تہجد ہی میں کی ہوتی تھیں جو تحیۃ الوضو کے قائم مقام تھیں اس لئے کہ وضو کے لئے علٰحدہ نماز نہیں ہے۔

عہ یعنی تہجد کے وقت وضو کے لئے علٰحدہ مستقل نماز ادا نہیں فرمایا ۱۲ منہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اپنی خالہ (ام المومنین) میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات کو رہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی نوبت میں) ان کے پاس تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہل یعنی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے تھوڑی دیر باتیں کیں پھر سو رہے پھر جب پچھلی تہائی رات یا اس سے کچھ کم باقی رہ گئی تو اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیتیں پڑھیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ○ ترجمہ:۔ بلا شبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات و دن کے اختلاف عہ میں ضرور نشانیاں ہیں ان عقلمندوں کے لئے جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر عہ یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ سہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے پس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! بیشک تو جس کو آگ میں داخل کرے گا پس تو اس کو ذلیل کرے گا اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں للعہ ہے۔ اے ہمارے رب! بلا شبہ ہم نے پکارنے والے کو سنا کہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم اس پر ایمان لائے، اے ہمارے رب! پس ہمارے لئے ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہم کو نیکوں کے ساتھ

عہ رات و دن کا اختلاف یہ ہے کہ کبھی اندھیرا ہے اور کبھی اُجالا کبھی گرمی ہے اور کبھی سردی، کبھی درازی اور کبھی کوتاہی ۱۲

عہ یعنی لیٹے ہوئے مراد یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں ۱۲

سہ بلکہ تیری کمال قدرت پر دلیل ہے ۱۲

للعہ جو ان کو اللہ کے عذاب سے بچا سکے ۱۲

موت دے، اے ہمارے رب! دے ہم کو جو کچھ کہ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے روز ذلیل نہ کر بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پس ان کے رب نے اُن کی دُعا قبول کی اس طرح کہ میں عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل نہیں ضائع کرتا تم میں سے بعض بعض سے پیدا ہونے والا ہے پس جنھوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جس کو میری راہ یعنی راہِ دین میں ایذا دی گئی اور جو لڑے اور جو مارے گئے ضرور میں ان سے ان کی برائیاں دور کروں گا اور اُن کو اُن جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں یہ ان کو اللہ کے یہاں سے بدلہ ملے گا اور اللہ کے یہاں اچھا بدلہ ہے تو اس پر نہ بہک کہ کافر شہروں میں آتے جاتے ہیں یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا ٹھکانا ہے لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کی طرف سے مہمانی ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکبختوں کے لئے بہتر ہے اور بلاشبہ بعض اہل کتاب وہ بھی ہیں جو اللہ پر

ے یعنی انبیاء اور صالحین کے ۱۲

ے یعنی اللہ رحمت وفضل عطا کر ۱۲

مع یعنی مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے، یہ جملہ اپنے ماقبل کی تاکید ہے یعنی مرد و عورت مجازاتِ عمل میں اور ترک تضیع اعمال میں برابر ہیں یہ اس وقت نازل ہوئی جب اُم سلمہ رضی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نہیں سنتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے میں عورتوں کا کچھ ذکر کیا ہو ۱۲ عہ مکہ سے مدینہ کی طرف ۱۲

ایمان رکھتے ہیں اور اُس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جو تمہارے اوپر نازل ہوئی
اللہ کے سامنے فروتنی کرنے والے ہیں اللہ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت
معاوضہ نہیں لیتے۔ ایسے لوگوں کو ان کا اجر ملے گا ان کے پروردگار کے پاس۔
بیشک اللہ تعالیٰ جلد ہی حساب کر دیں گے۔ اے ایمان والو! ثابت رہو اور
مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ
تم کامیاب ہو۔ لعہ

پھر اُٹھ کر مشک کے پاس گئے اور اس کا بند کھولا پھر پیالہ میں پانی
ڈالا پھر وضو فرمایا دو وضوؤں کے درمیان یعنی نہ تو زیادہ پانی بہایا کہ حلاس
کو پہونچے اور نہ اتنا کم پانی ڈالا کہ اعضاء وضو تر ہی نہ ہوں بلکہ درمیانی طور
پر اچھا وضو فرمایا جیساکہ راوی کہتے ہیں کہ پانی زیادہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ
جہاں پانی پہونچانا فرض تھا وہاں پانی پہونچایا پھر کھڑے ہوئے اور نماز
پڑھی اور میں بھی سوکر اُٹھا اور مشک کی طرف گیا اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وضو جیسا) وضو کیا پھر آنحضرتؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آنحضورؐ نے
میرا کان پکڑ کر مجھ کو بائیں طرف سے اپنے داہنی طرف پھیر دیا پس آنحضرت
کی یہ نماز تیرہ رکعت کی پوری ہوئی پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ
خراٹے لینے لگے اور آنحضرتؐ سوتے وقت خراٹے لیا کرتے تھے پھر آنحضورؐ کو
بلالؓ نے (فجر کی) نماز اور جماعت کی تیاری کے وقت جگایا آپ نے (سُنّت)
پڑھی اور وضو نہ فرمایا اور آپ سُنّت اور فرض کے درمیان دُعا میں یہ الفاظ

لعہ یعنی دین پر ثابت قدم رہو۔

پڑھتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَّ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّعَصَبِیْ نُوْرًا وَّ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّ دَمِیْ نُوْرًا وَّ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

ترجمہ:۔ یا اللہ کر دے میرے دل میں نور اور میری بصارت میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور پیدا کر میرے لئے نور اور پیدا کر میری زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری جلد میں نور اور کر دے میری جان میں نور اور بڑا کر میرے لئے نور یا اللہ! دے مجھ کو نور۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں نیز یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ بعد عشار بات چیت کرنا اس وقت مکروہ نہیں ہے جبکہ گفتگو دین و آخرت کے متعلق یا از قبیل نصیحت ہو یا گھر کے لوگوں سے بطور اختلاط کے ہو اور تیرہ رکعت نماز پوری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مع وتر کے تیرہ رکعتیں تھیں اور فجر کی سُنّتیں اس کے علاوہ ہیں نیز لہٰذا یہ حدیث، حدیثِ عائشہ رض کے مخالف ہے جس میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں تیرہ رکعتوں میں داخل تھیں، اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مختلف طریقے سے نماز پڑھا کرتے تھے کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح، اور خراٹے لینا علامت ہے نیند کی کشادگی اور قوائے جسمانی کی صفائی کی اور مذکورہ بالا دُعا اکثر مشائخ کے عمل میں ہے اور بعد تہجد بھی اس دُعا کا پڑھنا منقول ہے اس دُعا کا نام "دُعائے طویل" ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف میں لکھا ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا کہ جس نے اس دُعا کی مداومت کی ہو مگر یہ کہ اس کے پاس ایک برکت ہوتی ہے اور یہ "دُعائے طویل" ہے اس کے آخر میں یہ کلمات ہیں جو اس روایت میں مذکور ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوئے (تو درمیان شب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور مسواک فرمایا اور وضو فرمایا اور یہ آیت پڑھتے تھے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہاں تک کہ سورت ختم کی پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی جس میں قیام اور رکوع وسجود طویل کیا پھر سلام پھیرا اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر یہ اسی طرح تین بار کیا چھ رکعتوں میں ان تین باریں سے ہر بار مسواک بھی کرتے اور وضو بھی کرتے اور یہ آیتیں پڑھتے پھر تین رکعتیں وتر پڑھی۔

ف:۔ یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام شافعیؒ بھی اس کے مخالف نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ایک رکعتؑ پر اقتصار کرنا مکروہ ہے۔

ع البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ایک رکعت کو ملا کر پڑھنا بہتر ہے یا فاصلہ کرنا ۱۲ منہ

حضرت زید بن خالد جہنی رضؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آج کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضرور دیکھتا رہوں گا (وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر دو رکعتیں طویل سے طویل پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ یہ دونوں اپنے پہلے والی دو رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں اپنے پہلے والی دونوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں اپنے پہلے والی دونوں سے کم تھیں پھر وتر پڑھی پس یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

ف:۔ اگر ہلکی دو رکعتیں اس نماز میں شامل نہ کریں تو وتر تین رکعت کی ہوگی اور اگر شامل کریں تو وتر ایک رکعت کی ہوگی اور اول ہی زیادہ ظاہر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوگئی اور جسم مبارک بڑھاپے کے سبب بھاری ہو گیا تو آپ کی نماز نفل اکثر بیٹھ کر ہوتی تھی۔

حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو نماز پڑھتے دیکھا پس آپ (نیت قلبی کے بعد) اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین بار کہتے تھے اور ذُوالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ کہتے پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھی پھر سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا پس آپ کے رکوع کا اندازہ آپ کے قیام کی طرح (یعنی تقریباً قیام کے برابر) تھا اور اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتے تھے پھر اپنا سر رکوع سے اُٹھایا تو آپ کا قومہ آپ کے رکوع کے قریب تھا (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد) لِرَبِّیَ الْحَمْدُ

ابوبکرؓ کے پاس سے گذرے اور وہ اپنی آواز پست کر کے پڑھ رہے تھے اور حضرت عمرؓ کے پاس سے گذرے اور وہ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ پھر جب ابوبکرؓ اور عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گذرا تھا اور تم اپنی نماز پست کر کے پڑھ رہے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو سنایا جس سے میں مناجات کر رہا تھا یعنی میں اپنے رب سے مناجات کر رہا تھا اور وہ سنتا ہے بلند آواز کا محتاج نہیں۔ اور آنحضرتؐ نے عمرؓ سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اور تم اپنی نماز بلند آواز سے پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں سونے والوں کو جگا رہا تھا جو کہ عبادت کے وقت نیند کی گرانی کے سبب جاگتے نہیں اور جاگنا چاہتے ہیں اور میں شیطان کو ہانک رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! اپنی آواز کچھ بلند کرو اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اپنی آواز کچھ پست کرو۔ یعنی آنحضرتؐ نے دونوں حضرات کو اعتدال کی طرف رہنمائی فرمائی۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک ایک ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا۔ (یعنی ایک ہی آیت بار بار صبح تک پڑھتے رہے) وہ آیت یہ ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ یعنی اگر تو ان کو عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے نہ دیکھنا چاہتے تھے مگر یہ کہ آپ کو (نماز پڑھتے) دیکھتے اور ہم آپ کو سوتا ہوا نہ دیکھنا چاہتے تھے مگر یہ کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھتے۔

ف :۔ یعنی ہر رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے بھی تھے اور نماز تہجد بھی پڑھتے تھے نہ تمام رات بیدار رہتے تھے اور نہ تمام رات سوتے رہتے پس سوتے بھی دیکھتے ہیں اور جاگتے بھی۔

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے (اپنے دل میں یا اپنے بعض ساتھیوں سے) اس وقت جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا کہا خدا کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے وقت ضرور دیکھوں گا یعنی اس وقت جب کہ تہجد کے لئے اُٹھیں تاکہ میں حضرت کا فعل دیکھوں (پھر میں بھی اس طرح کیا کروں) چنانچہ جب حضرت نے نماز عشاء پڑھی اور عشاء کو "عتمہ" بھی کہتے ہیں تو لیٹ رہے یعنی دیر تک آرام فرمایا پھر جاگے اور آسمان کی طرف نگاہ فرمائی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج یہاں تک کہ آخر آیت تک پہونچے جو یہ ہے اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر کی طرف گئے اور اس میں سے مسواک نکالی پھر چھاگل میں سے جو آپ کے نزدیک تھی پیالہ میں (مسواک تر کرنے کے لئے یا وضو کیلئے) پانی ڈالا پھر مسواک لی پھر کھڑے ہوئے پس (کئی وضو سے) نماز پڑھی یہاں تک کہ میں نے (اپنے گمان میں) کہا کہ بلا شبہ آپ نے اتنی ہی دیر نماز پڑھی جتنی

دیر سوئے پھر لیٹ رہے یعنی سوئے یہاں تک کہ میں نے کہا بلا شبہ اتنی ہی دیر سوئے جتنی دیر کہ نماز پڑھی پھر جاگے پھر اسی طرح کیا جس طرح پہلی بار کیا تھا یعنی مسواک وغیرہ اور جیسے پہلی بار کہا تھا ویسے ہی کہا یعنی آیت مذکورہ پڑھی چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سے پہلے اس طرح تین بار کیا۔

ف :۔ احتمال ہے کہ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥ تک پڑھی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ سُننے والے نے اس کے ماقبل و مابعد کی آیتیں نہ سُنی ہوں پس اس سے اس حدیث میں اور اس میں جو پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہوئی کہ حضرت نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے آخر سورہ تک پڑھا تطبیق ہو جائے گی۔

یعلی بن مملک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت اور آپ کی (تہجد) کی نماز کے بارے میں پوچھا تو حضرت اُم سلمہ رضہ نے فرمایا کہ تم کو آپ کی نماز سے (اور آپ کی قرارت کا حال سُننے سے) کیا حاصل ہوگا کہ تم کہاں طاقت رکھتے ہو جو آپ کی طرح کر سکو گے کیونکہ آنحضرت نماز پڑھتے پھر اتنی ہی دیر سو رہتے پھر اتنی ہی دیر نماز پڑھتے پھر اتنی ہی دیر سو رہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر حضرت اُم سلمہ رضہ نے حضرت کی قرارت نقل فرمائی تو وہ قرارت کو خوب واضح اور جُدا جُدا حروف میں نقل فرما رہی تھیں۔

فصل :- ان اذکار کا بیان جن کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں پڑھتے تھے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ	اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو آسمانوں اور زمین کا اور ان کا جو ان میں ہیں[عہ] قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے سب تعریفیں ہیں تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور وہاں کا جو ان میں ہیں روشن کرنے والا ہے اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو آسمانوں اور زمین کا اور ان کا جو ان میں ہیں بادشاہ ہے اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں[عہ] تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق[عہ] ہے اور تیری ملاقات حق ہے[عہ] اور تیرا کلام حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ ہے اور سب نبی حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے

عہ یعنی تو ہی ہمہ وقت ان کے امور کا محافظ اور مدبر ہے کہ اگر ایک پل کے لئے بھی تیرا یہ فیض منقطع ہو تو تمام عالم برباد ہو جائے ۱۲۔

عہ یعنی ثابت اور موجود کہ معدوم نہ ہوگا اور تیرے سوا سب معدوم ہیں ۱۲۔

عہ یعنی اپنے بندگانِ خاص سے جو دُنیا میں نصرت کرنے اور آخرت میں ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے ۱۲

عہ یعنی آخرت کی طرف رجوع کرنا اور تیرا دیدار ۱۲

حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ
حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ
حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَ
بِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ
وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ
مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ
وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ
بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ
الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ
اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہوا[1] اور تیرے اوپر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اپنے سب امور میں اور تیری طرف رجوع کیا[2] اور تیری مدد کے ساتھ میں جھگڑتا ہوں[3] اور تیری طرف میں فریاد لایا ہوں[4] پس بخش دے میرے وہ گناہ جو میں پہلے کرچکا ہوں اور وہ گناہ جو بعد میں کروں گا اور وہ گناہ جو پوشیدہ کیا اور وہ گناہ جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی ہے آگے کرنے والا اور تو ہی ہے پیچھے کرنے والا، نہیں کوئی معبود مگر تو اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے۔

ف۔ اظہر یہ ہے کہ یہ دعا حضرت تکبیر تحریمہ کے بعد یا رکوع کے بعد قومہ میں پڑھتے تھے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نیند سے جاگے پھر کہے۔

---

[1] اور تیرے سب احکام میں نے قبول کئے ۱۲ منہ

[2] میں اپنے تمام احوال میں اور میں نے اپنے تمام امور تجھ کو سونپ دئے ۱۲

[3] دشمنانِ دین سے ۱۲

[4] یعنی میں نے اپنا معاملہ تیرے سامنے پیش کیا ہے تاکہ تو میرے اور مخالفوں کے درمیان فیصلہ کردے ۱۲

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔	نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے جو کہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کی سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہ گناہ سے باز رہ سکتے ہیں اور نہ عبادت کی قوت پا سکتے ہیں مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

پھر رَبِّ اغْفِرْ لِیْ (اے میرے رب مجھ کو بخش دے) کہے یا یہ فرمایا کہ پھر دُعا کرے، اس کی دُعا قبول کی جائے گی پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے، اس کی نماز قبول کی جائے گی۔

حدیث میں لفظ "تعارّ" آیا ہے جس کا ترجمہ یہاں نیند سے جاگنا کیا ہے اکثر علماء کے نزدیک یہی معنی ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ کروٹ لینا، اور ابن مالک نے کہا کہ آواز کے ساتھ جاگنا جیسا کہ عادت ہوتی ہے کہ جاگنے کے وقت آواز نکلتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا کہ وہ آواز تسبیح وغیرہ کے ساتھ ہو۔ اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ دُعا جو اس وقت کی جاتی ہے اس کو "درہم الکیس" کہتے ہیں یعنی جیسے کوئی اپنی تھیلی میں درہم رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے لے لیتا ہے اسی طرح یہ دُعا جب اس وقت مذکور میں کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب

رات کو بیدار ہوتے تو کہتے ،
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ
اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ
لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ
اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ
قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِیْ وَهَبْ
لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ٥

تیرے سوا کوئی معبود نہیں پاک ہے تو اے
اللہ! تیری تعریف کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہوں
کی مغفرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت
مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھ کو علم زیادہ عطا کر اور
میرا دل ہدایت دینے کے بعد باطل کی طرف نہ مائل
کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت (یعنی توفیق
اور ایمان و ہدایت پر ثبات عطا فرما بلاشبہ تو
بہت بخشنے والا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں کوئی مسلمان جو رات کو اللہ کا ذکر کر کے اس حال میں سوئے کہ پاک ہو یعنی باوضو ہو یا تیمم کئے ہو پھر رات کو جاگے اور اللہ سے بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا و آخرت میں) بھلائی دیتا ہے۔

شریق ہوزنی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے پوچھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تھے تو کس چیز سے شروع فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں دریافت کی تھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تھے تو اللہ اکبر دس بار کہتے الحمد للہ دس بار کہتے اور سبحان اللہ وبحمدہ دس بار کہتے اور سبحان الملک القدوس دس بار کہتے اور دس بار استغفار کرتے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

دس بار کہتے پھر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَ ضِیْقِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ[ع]
دس بار کہتے پھر نماز تہجد شروع فرماتے۔

فائدہ: محدثین کے نزدیک اس کو "معشرات سبعہ" کہتے ہیں مقابل "سبعات عشرہ" کے یعنی جیسے صوفیہ رحمہم اللہ کے یہاں مشہور ہے کہ دس چیزیں سات سات بار پڑھتے ہیں اس حدیث میں سات چیزیں دس دس بار پڑھنے کو فرمایا۔

فصل: عمل میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

عملِ نفل میں میانہ روی کرنا چاہیے یعنی کمی زیادتی نہ کرے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ میں (اکثر ایام افطار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم گمان کرنے لگتے کہ اس (مہینہ) میں کچھ روزہ نہ رکھیں گے اور (پھر کسی مہینہ میں یا دوسرے مہینہ میں اکثر ایام) روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرنے لگتے کہ اس (مہینہ) میں سے کچھ افطار نہ کریں گے اور یہ بھی (فرمایا کہ) ہم رات میں آپ کو نماز پڑھتے نہ دیکھنا چاہتے مگر یہ کہ (نماز پڑھتا ہوا) دیکھ لیتے اور سوتا ہوا نہ دیکھنا چاہتے مگر یہ کہ (سوتا ہوا) دیکھ لیتے۔

ف:- یعنی ایسا نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ روزہ ہی رکھیں کہ افراط اور زیادتی لازم آئے اور نہ ہمیشہ افطار ہی کرتے کہ تفریط اور کمی لازم آئے بلکہ ہر مہینے میں کبھی روزے رکھتے اور کبھی افطار کرتے اور اسی طرح رات کو بھی نماز پڑھتے اور سوتے بھی نہ تو تمام شب نماز ہی پڑھتے رہتے اور نہ تمام شب

ع اے اللہ! میں دُنیا کی تنگی اور روزِ قیامت کی تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

سوتے ہی رہتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متوسط تھا، نہ زیادہ تھا نہ کم۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ عمل ہمیشہ والا عمل ہے اگرچہ کم ہو۔

ف۔ مظہر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی وجہ سے اہل تصوف ترک اوراد کو بہت سخت سمجھتے ہیں جیساکہ ترک فرائض کو بہت ہی سخت سمجھتے ہیں۔ انتہیٰ۔ اور اظہر یہ ہے کہ یہ "ترک اولیٰ" ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بندہ نے طاعت بغیر ضرورت ترک کی تو اس نے گویا مولیٰ کی عبادت سے اعراض کیا لہٰذا عتاب کا مستحق ہوا برخلاف مداومت کرنے والے کے کہ وہ محبوب ہوا اگرچہ عمل کم ہوں حاصل یہ کہ عمل قلیل مداومت اور مواظبت کے ساتھ اس عمل کثیر سے بہتر ہے جو رعایت، مداومت اور محافظت سے نہ ہو۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اتنے ہی اعمال اختیار کرو جتنا (ہمیشہ) کرنے کی طاقت رکھو اس لئے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں ملول ہوتا تا آنکہ تم ملول ہو جاؤ۔

ف۔ یعنی اپنے اوپر اتنا زیادہ عبادت نہ لازم کر لو کہ جس کے انجام دینے کی ہمیشہ قوت نہ رکھو بلکہ اتنا ہی اختیار کرو جتنا ہمیشہ کر سکو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوتا یعنی ثواب دینا ترک نہیں کرتا یہاں تک کہ تم ہی ملول ہو جاؤ یعنی عبادت چھوڑ دو، حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ عبادت کا ثواب دیئے جاتا ہے دینا ترک نہیں کرتا مگر اس وقت جب کہ تم تھک کر چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ بھی ثواب

دینا چھوڑ دیں گے اس لئے متوسط عبادت کرو تاکہ ہمیشہ نبھے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیئے کہ تم میں سے کوئی خوشی (اور نشاط) کے وقت تک نماز پڑھے اور جب سُست ہو جائے تو بیٹھ جانا چاہیئے۔

ف:- حاصل یہ کہ راہِ آخرت چلنے والے کو چاہیئے کہ عبادت میں بقدر طاقت کوشش کرے اور طاعت میں میانہ روی اختیار کرے اور سستی و اکتاہٹ کے ساتھ عبادت کرنے سے احتراز کرے اور جب سُست ہو کر بیٹھ جائے تو کسی امر مباح جیسے بات چیت اور سونے وغیرہ میں مشغول ہو جائے تاکہ عبادت میں نشاط حاصل ہو تو وہ بھی طاعت میں شمار ہوگا اسی لئے کہا گیا ہے کہ عالم کی نیند عبادت ہے۔ نیز معلوم ہونا چاہیئے کہ کسل و سستی کے وقت عبادت ترک کرنے کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس لئے کہ عمل کا نفس پر گراں ہونا آخر میں ترک عمل اور نقصانِ عمل کا سبب بن جاتا ہے لیکن یہ چاہیئے کہ کوشش کرتا رہے اور نفس کو کثرت اور مشقت و ریاضت کا خوگر بنائے اور کاہل وجودوں اور آرام طلبوں کی طرح نہ ہو جائے کہ تھوڑے ہی سے عمل سے فوراً تھک جاتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ اکثر ہوتا ہے کہ جن کو پہلے دو رکعت نماز اور ایک سیپارہ قرآن کا پڑھنا گراں معلوم ہوتا تھا اور اس سے تھک جاتے تھے ان کو زیادہ عمل کی عادت ڈالنے سے سو رکعت نماز اور دس سیپارہ قرآن کا پڑھنا آسان معلوم ہونے لگا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کی حالت میں اونگھنے لگے تو چاہیئے کہ سو رہے یہاں تک کہ اس سے نیند جاتی رہے

اس لئے کہ بلا شبہہ جب تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو وہ جو کچھ کہتا ہے نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے نہیں سمجھ پاتا شاید کہ طلب مغفرت کا ارادہ کرے اور اپنے اوپر بد دُعا کرے۔

ف:- یعنی مثلاً اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہنے کا ارادہ کرے اور غلبۂ نیند کے سبب اَللّٰھُمَّ اعْفِرْ لِیْ عین مہملہ اور ف کے ساتھ کہہ بیٹھے جس کے معنی ہیں کہ یا اللہ! مجھ کو خاک آلودہ کر تو یہ اپنے اوپر بد دُعا ہوئی کیونکہ یہ ذلت وخواری سے کنایہ ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک دین آسان ہے اور دین میں کوئی سختی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آتا ہے اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور کامل طاعت نہ کرسکو تو اس کے قریب رہو (جنت وسلامتی اور نعمت وکرامت کی) بشارت ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے اور وقت صبح اور وقت شام اور کچھ اخیر رات سے وہ حاصل کرو۔

ف:- دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام آسان مقرر کیئے ہیں لہٰذا ان کو اپنے اوپر بطور رہبانیت کے سخت نہ بناؤ اور "دین میں کوئی سختی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر غیر واجب باتوں کو واجب کرلیتا ہے اور مشکل و دُشوار طریقے سے عبادت کرنا اختیار کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے یعنی وہ دین کے حق کی ادائیگی سے عاجز ہوجاتا ہے پس دین غالب ہوا اور وہ مغلوب اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ عبادت نہ کرو کہ ہر وقت

عبادت ہی کرتے رہو بلکہ ان تین وقتوں میں عبادت کو غنیمت شمار کرو۔ دن کے اول حصہ میں اور دن کے آخر حصہ میں اور کچھ[۳] اخیر رات میں یہ اشارہ نماز تہجد کی طرف ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنا تمام وظیفہ یا بعض وظیفہ پڑھے بغیر سو گیا پھر اس کو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اس کے لئے ایسا ہی لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے اس کو رات ہی کو پڑھا ہے۔

ف :۔ یعنی ایک شخص نے مثلاً وظیفہ مقرر کیا تھا کہ کلام اللہ اور اذکار و نماز رات کو پڑھتا تھا لیکن کبھی رات کو یہ وظیفہ اس سے فوت ہو گیا پھر اس نے نماز فجر اور ظہر کے درمیان زوال کے پہلے پہلے پڑھ لیا تو اس کے لئے رات کے پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایسا ہی حکم دن کے وظیفہ کا ہے کہ دن کو فوت ہو گیا اور رات کو پڑھ لیا تو دن کے پڑھنے کا سا ثواب لکھا جاتا ہے، روز و شب باہم ایک دوسرے کے خلیفہ ہیں اور اس میں جو خاص طور سے رات کے وظیفہ کا ذکر فرمایا تو یہ اس لئے کہ رات میں یہ اکثر واقع ہو جاتا ہے یعنی نماز تہجد اور دوسرے اوراد بسبب غلبۂ نیند رہ جاتے ہیں اس لئے اس حدیث کو اس فصل میں بیان کیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو پس اگر یہ نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھو پس اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھو پس اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ پر پڑھو۔

اس لئے کہ بلا شبہ جب تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو وہ جو کچھ کہتا ہے نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے نہیں سمجھ پاتا شاید کہ طلب مغفرت کا ارادہ کرے اور اپنے اوپر بد دُعا کرے۔

ف:- یعنی مثلاً اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہنے کا ارادہ کرے اور غلبۂ نیند کے سبب اَللّٰھُمَّ اعْفِرْ لِیْ عین مہملہ اور ر کے ساتھ کہہ بیٹھے جس کے معنی ہیں کہ یا اللہ! مجھ کو خاک آلودہ کر تو یہ اپنے اوپر بد دُعا ہوئی کیونکہ یہ ذلت و خواری سے کنایہ ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک دین آسان ہے اور دین میں کوئی سختی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آتا ہے اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور کامل طاعت نہ کر سکو تو اس کے قریب رہو (جنت وسلامتی اور نعمت و کرامات کی) بشارت ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت سا اجر دیتا ہے اور وقت صبح اور وقت شام اور کچھ اخیر رات سے دین کو حاصل کرو۔

ف:- دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام آسان مقرر کئے ہیں لہٰذا ان کو اپنے اوپر بطور رہبانیت کے سخت نہ بناؤ دین میں کوئی سختی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آ جاتا ہے [illegible]

[illegible]

ف :- یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے کروٹ سے پڑھے اور اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے اور نہ کوئی قبلہ کی طرف پھیرنے والا بہم پہنچے تو ہر طرف جائز ہے اور ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ روبقبلہ ہو کر چت لیٹے اور تکیہ مونڈھوں کے نیچے رکھ کر سر اونچا کرے اور اشاروں سے نماز پڑھے چنانچہ دار قطنی نے ایک حدیث روایت کی ہے جس سے چت ہی نماز پڑھنی ثابت ہوتی ہے اور یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمران سے فرمایا تھا ان کو بواسیر تھی وہ چت نہ لیٹ سکتے تھے اس لئے یہ دوسروں کے لئے حجت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ معذور تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض نماز کا بیان فرمایا ہے اس لئے نوافل میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

روایت ہے کہ حضرت عمران رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (قیام پر قدرت کے باوجود نفل کی) نماز بیٹھ کر پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کھڑا ہو کر پڑھے تو یہ بہتر ہے اور جو (بغیر عذر کے) بیٹھ کر پڑھے تو اس کے لئے آدھا ثواب ہے اور (بغیر عذر کے) لیٹے ہوئے پڑھے تو اس کے واسطے بیٹھنے کا آدھا ثواب ہے۔

ف :- یہ حدیث نماز نفل پر محمول ہے اس لئے کہ فرض نماز اگر بغیر عذر بیٹھ کر پڑھے تو درست نہیں اور اگر عذر کی وجہ سے پڑھے تو قیام ساقط ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا بیٹھ کر پڑھنے سے افضل نہ ہو گا اور بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب نہ ملے گا بلکہ وہ پورا پورا ثواب پائے گا۔

طیبیؒ نے کہا کہ نماز نفل باوجود قیام یا قعود پر قدرت کے لیٹ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ نہیں جائز ہے اور بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ

جائز ہے اور اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب کے آدھا ثواب ملے گا یہی حضرت حسن بصریؒ کا بھی قول ہے اور یہی اصح اور اولیٰ ہے کیونکہ حدیث اس کی مؤید ہے انتہی اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ بتایا گیا ہے کہ یہ فرض پڑھنے والے مریض کے حق میں ہے جو ایسا بیمار ہو کہ اس کو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو لیکن اس سے اس کے مرض میں شدت اور زیادتی پیدا ہو جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر پاک ہو کر (یعنی باوضو ہو کر یا تیمم کر کے اور نجاستوں سے پاک ہو کر) جائے اور اللہ تعالیٰ کو (زبان سے یا دل سے) یاد کرے یہاں تک کہ اس پر نیند غالب آجائے وہ رات میں کسی وقت کروٹیں نہیں لیتا اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ سے اس میں دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھلائی دیتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب دو شخص سے خوش ہوتا ہے ایک وہ شخص ہے جو رات کو اپنے نرم بچھونے اور بالاپوش اور اپنی محبوبہ اور بیوی کے پاس سے (ان کو چھوڑ کر) اپنی نماز کے لئے اٹھے پس اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ اپنے فرش اور اپنے نرم بستر اپنے محبوب اور اپنی بیوی کے پاس سے (ان کو چھوڑ کر) اپنی نماز کے لئے اٹھا ہے اس چیز میں رغبت کی وجہ سے جو میرے پاس ہے یعنی جنت و ثواب اور اس چیز کے ڈر کی وجہ سے جو میرے پاس ہے یعنی دوزخ و عذاب الحدیث۔

ف:۔ بالاپوش سے مُراد وہ کپڑا ہے جو اوڑھا جاتا ہے اور اپنے محبوب اور بیوی کے پاس سے اُٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں بہت پیاری ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے پاس سے اُٹھ کر اور ان کو چھوڑ کر اپنے رب کی عبادت کی طرف رغبت کی کیونکہ یہ چیزیں اس کو قبر و حشر میں کچھ نفع نہ دیں گی بلکہ طاعت رب دُنیا میں بھی نفع دے گی اور اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے واسطے بامید ثواب عمل کرنا اخلاص اور کمال کے منافی نہیں ہے اگرچہ اکمل کے منافی ہے کیونکہ اکمل تو یہی ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے کچھ اور غرض شامل نہ ہو لیکن اگر محض ثواب یا خوفِ عذاب ہی کی وجہ سے عبادت کرے کہ اگر اس پر ثواب و عذاب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی چھوڑ دے تو اس کی عبادت صحیح نہیں ہوتی بلکہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ کُفر ہے۔

فصل:۔ وتر کا بیان

وتر کے بارے میں علماء کے درمیان دو باتوں میں اختلاف ہے اوّل یہ کہ سُنّت ہے یا واجب امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ واجب ہے اور دوسرے ائمہ رح کہتے ہیں کہ سُنّت ہے اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین رکعت، اکثر ائمہ کے نزدیک ایک رکعت ہے اور ہمارے نزدیک تین رکعت اور حدیثیں دونوں مذہبوں کے حق میں وارد ہیں، جو لوگ وتر کو ایک رکعت کہتے ہیں وہ لوگ اس سے پہلے دو رکعت پر سلام پھیرتے ہیں اور اگر نہ پڑھیں (تو ان کے نزدیک بھی) مکروہ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات کی نماز دو رکعت ہے پس جب تم میں سے کسی کو صبح نمودار ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھے کہ (یہ ایک رکعت) اس (دو رکعت) کو جو پہلے پڑھی ہے طاق کر دے گی۔

ف :۔ رات کی نماز دو رکعت کے ہونے سے امام شافعیؒ، امام ابو یوسف، اور امام محمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ رات کو نفل پڑھنے میں افضل یہی ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھے اور ایک رکعت کے طاق کر دینے کا مطلب ابن ملکؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ رات کی نماز میں پہلے جو دو دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز جفت تھی یہ ایک رکعت اس کو طاق کر دے گی۔ یہ حدیث امام شافعیؒ کے لئے حُجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک رکعت ہے انتھیٰ اور امام طحاوی حنفیؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ ایک رکعت ان دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھے جو اس کے پہلے ہیں پس یہ رکعت پہلی دو رکعتوں کو طاق کر دے گی اور ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تحریمہ سے پڑھے اور حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ "بتراء" یعنی تنہا رکعت کے پڑھنے سے نہی وارد ہوئی ہے یہ مضمون ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں مفصل لکھا ہے یہاں بغرض اختصار اسی پر اکتفاء کیا گیا فمن اراد التفصیل فلیطالع ثمہ۔

سعید بن ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اُم المومنین! مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق بتلایئے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ہے عرض کیا ہاں! پڑھا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات کی نماز دو رکعت ہے پس جب تم میں سے کسی کو صبح نمودار ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھے کہ (یہ ایک رکعت) اس (دو رکعت) کو جو پہلے پڑھی ہے طاق کر دے گی۔

ف :۔ رات کی نماز دو رکعت کے ہونے سے امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ، اور امام محمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ رات کو نفل پڑھنے میں افضل یہی ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھے اور ایک رکعت کے طاق کر دینے کا مطلب ابن ملکؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ رات کی نماز میں پہلے جو دو دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز جفت تھی یہ ایک رکعت اس کو طاق کر دے گی۔ یہ حدیث امام شافعیؒ کے لئے حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک رکعت ہے انتہی اور امام طحاوی حنفیؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ ایک رکعت ان دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھے جو اس کے پہلے ہیں پس یہ رکعت پہلی دو رکعتوں کو طاق کر دے گی اور ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تحریمہ سے پڑھے اور حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ "بتراء" یعنی تنہا رکعت کے پڑھنے سے نہی وارد ہوئی ہے یہ مضمون ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں مفصل لکھا ہے یہاں بغرض اختصار اسی پر اکتفاء کیا گیا فمن اراد التفصیل فلیطالع ثمہ۔

سعید بن ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اُم المومنین! مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق بتلائیے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ہے عرض کیا ہاں! پڑھا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا

یعنی جو کچھ قرآن میں اچھے اخلاق اور صفات مذکور ہیں حضرت نے وہ اپنی زندگی میں داخل فرما لیا تھا، میں نے عرض کیا اے اُمّ المومنین! مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر وں ؏ کے متعلق بتائیں یعنی اس کا وقت اسکی کیفیت اور اس کی رکعات کا عدد، تو فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھی پس اللہ تعالیٰ رات میں جب ان کو اُٹھانا چاہتا تو اُٹھاتا تو آپ (وضو کے پہلے) مسواک فرماتے اور وضو فرماتے اور نَو رکعتیں نماز پڑھتے ان کے درمیان صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دُعا مانگتے یعنی التحیات پڑھتے کہ التحیات میں ذکر، حمد اور دُعا ہے پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پس نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دُعا مانگتے یعنی دُعائے متعارف جو نماز میں پڑھی جاتی ہے پڑھتے پھر سلام پھیرتے کہ ہم کو سُناتے یعنی اتنے زور سے سلام پھیرتے کہ ہم سُنتے پھر دو رکعت سلام کے بعد بیٹھ کر پڑھتے پس اے میرے بیٹے! یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کو پہونچے اور گوشت پھیل گیا تو وتر سات سات رکعتیں پڑھتے تھے اور دو رکعتوں میں اس طرح جیسا کہ پہلی صورت میں کیا تھا یعنی اسی طرح بیٹھ کر پڑھتے پس اے میرے بیٹے! یہ نَو رکعتیں ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو پسند فرماتے کہ اس پر مداومت کریں

؏ کبھی ساری رات کی نماز پر وتر کا اطلاق کیا ہے چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہے اور رات کی نماز کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی معمول مروی ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

اور جب آپ پر نیند یا بیماری کا غلبہ ہوتا یعنی رات کے قیام سے نیند یا بیماری مانع ہوتی تو اول روز میں بارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور مجھے نہیں معلوم کہ کبھی نماز پڑھی ہو صبح تک یعنی اول سے آخر تک پوری رات نماز پڑھی ہو اور میں نہیں جانتی کہ پورا مہینہ روزے رکھے ہوں سوائے رمضان کے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور اسی طرح عبادت کرتے تو اس پر ہمیشگی اور مداومت کرتے اور ترک فرماتے تو یا بسبب عذر کے ترک فرماتے یا بیان جواز کے واسطے اور پورا مہینہ روزے   اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے تو اس کی وضاحت دوسری روایت میں ہے کہ شعبان کے آخر ایام میں روزے رکھتے تھے پس تعارض دفع ہوا اور وتر کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا اکثر حدیثوں میں آیا ہے لیکن بظاہر وہ حدیثیں اس حدیث اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا کے معارض معلوم ہوتی ہیں اس تعارض کے دفع میں بہت سے علماء کو دشواری پیش آئی ہے چنانچہ امام مالکؒ نے وتر کے بعد دو رکعتوں کی حدیث کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں نہ ان رکعتوں کو پڑھتا ہوں اور نہ ان سے کسی کو منع کرتا ہوں اور جمہور علماء ان رکعتوں کے قائل ہیں کیونکہ ان کے بارے میں احادیث صحیحہ وارد ہیں چنانچہ ان دونوں حدیثوں میں دو طرح سے تطبیق دی گئی ہے ایک تو یہ کہ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا میں صلوۃ سے مراد ان دو رکعتوں کے علاوہ دوسرے نوافل ہیں یعنی ان دو رکعتوں کے علاوہ دوسرے نوافل وتر کے بعد

نہ پڑھا کرو۔ اور دوسرے یہ کہ کبھی یہ دو رکعت پڑھا کرے اور کبھی فقط وتر ہی پڑھا کرے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے پس حدیث اجعلوا آخر صلوٰتکم وتراً استحباب پر محمول ہے وجوب پر نہیں۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ وتر کے بعد دو رکعتوں کا ادا کرنا اوّل شب میں تھا یا آخر شب میں، ابوامامہؓ کی یہ حدیث مطلق واقع ہوئی ہے کیونکہ اس میں صرف اس قدر آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد بیٹھ کر پڑھتے تھے اور یہ نہیں کہا کہ اوّل شب میں پڑھتے تھے یا آخر شب میں اور حدیث ثوبانؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ وتر اوّل شب میں پڑھے اور بخاری و مسلم کی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قیام کی تقدیر پر تھا یعنی تہجد پڑھتے تو وتروں کے بعد یہ بھی پڑھتے اور یہی صحیح ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں وتر سے ملحق ہیں اور وتر کی سُنّتوں کے قائم مقام ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے دوست (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) نے تین باتوں کی وصیت کی، ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنے کی اور ضحیٰ کے دو رکعتوں کے پڑھنے کی اور یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھوں۔

ف۔ تین دن کے روزوں سے مراد ایام بیض کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے ہیں، اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک روزہ شروع ماہ میں اور ایک درمیان ماہ میں اور ایک آخر ماہ میں مراد ہے بعض علماء نے فرمایا کہ ہر روزہ ہر عشرہ کے اوّل میں اور بعض علماء نے کہا کہ مطلق ہے یعنی پورے

مہینہ میں جب چاہے رکھ لے۔ اور ضحیٰ کی تین رکعتوں سے مراد وہ نماز ہے جو
آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھیں یعنی نماز اشراق یا نماز چاشت پس دو رکعت
ان کا ادنیٰ درجہ ہے اور اشراق کی اکثر چھ رکعتیں ہیں اور چاشت کی بارہ رکعتیں
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اوّل شب میں وتر پڑھنے کے لئے اس واسطے فرمایا
کہ وہ شب کے اوّل حصہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے یاد
کرنے میں مشغول رہتے تھے اور اس میں رات بہت گذر جاتی تھی اس لئے اخیر
رات میں اُٹھنا مشکل ہوتا تھا اور اسی مشغولیٔ علم کی وجہ سے ضحیٰ کی بھی دو
رکعتیں پڑھنے کو فرمایا لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ علم دین میں مشغول رہنا دوسری
عبادتوں سے افضل ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ وتر ہے وتر کو
پسند کرتا ہے پس اے اہل قرآن! وتر پڑھو۔

اللہ کے وتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ذات وصفات میں یگانہ ہے پس
اس کے مثل کوئی نہیں وہ اپنے امثال میں یگانہ ہے پس اس کا کوئی شریک و
مددگار نہیں" وتر کو پسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ثواب دیتا ہے اور
اس کو قبول کرتا ہے حاصل یہ کہ اللہ یکتا وتنہا ہے اس مناسبت سے عدد
طاق کو محبوب رکھتا ہے اور وتر بھی طاق ہے اس لئے اس کو محبوب رکھتا ہے
اور اس پر ثواب دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کاموں میں اس عدد
کی رعایت فرمایا کرتے تھے اور اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ما سوا
اللہ سے انقطاع کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور "اہل قرآن" سے مراد وہ

رگ ہیں جو قرآن پر ایمان لائے اور اس کو حفظ کیا اور اس کی تلاوت کی، اس میں رات کے قیام کو لازم پکڑنے اور اس میں قرآن پڑھنے پر تنبیہ ہے۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نماز پنجگانہ پر تمھیں ایک نماز بڑھا دی ہے جو تمھارے واسطے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو تمھارے واسطے نمازِ عشار سے فجر نکلنے تک کے درمیان مقرر کیا یعنی اس کا وقت اس کے مابین ہے اس میں جب چاہے پڑھ لے۔

ف :- سُرخ اونٹوں کو اہلِ عرب بہت عزیز رکھتے تھے اور تمام اموال میں سب سے عمدہ سمجھتے تھے ان کی ترغیب کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ نماز تمام متاعِ دُنیا سے بہتر ہے اور یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہے اور عشار سے پہلے اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی وتر سے غافل ہو کر سو جائے تو چاہیے کہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لے۔

ف :- جب صبح ہو تو فجر کے فرض سے پہلے وتر کی قضا پڑھے اگر صاحبِ ترتیب ہو اور اس کا پڑھنا ممکن بھی ہو یعنی اتنا وقت نماز میں باقی ہے کہ وتر پڑھ سکتا ہے اور اگر اس کا پڑھنا ممکن نہ ہو تو نمازِ فجر کے بعد پڑھے، اور اگر صاحبِ ترتیب نہ ہو تو اختیار ہے خواہ پہلے پڑھے خواہ بعد میں۔

عبدالعزیز بن جریجؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کون سی سورت پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور معوذتین یعنی قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے تھے۔ یہ روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی ہے اور احمد نے ابی بن کعب سے اور دارمی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور احمد اور دارمی نے معوذتین کو ذکر نہیں کیا یعنی تیسری رکعت میں صرف قل ھو اللہ کا پڑھنا روایت کیا ہے[۵]

ف:۔ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ احناف نے اخیر ہی روایت پر عمل کیا ہے کہ تیسری رکعت میں صرف قُل ھو اللہ ہی پڑھتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت میں قل ھو اللہ ہی پڑھتے تھے اور یہاں جو روایت حضرت عائشہؓ سے منقول ہے اس پر اس وجہ سے عمل نہیں کرتے کہ اس کی سند میں کچھ خلل ہے اور دوسرے یہ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ کے خلاف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر رکعت کو اوپر کی رکعتوں سے طویل نہیں فرمایا کرتے تھے نیز یہ حدیث اس پر صریح[۶] دلالت کرتی ہے کہ وتر کی تینوں رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۵] حصن حصین میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد ابن حبان اور ابن سنی سے تیسری رکعت میں صرف قُل ھو اللہ پڑھنا مروی ہے۔ [۶] ملا علی قاری نے اس کے علاوہ بہت سے دلائل لکھے ہیں من شاء فلیراجع الی المرقاۃ۔

نے کچھ کلمات سکھلائے کہ انھیں میں وتر کے قنوت میں پڑھوں وہ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ۔

اے اللہ! مجھے ہدایت عطا کر ان لوگوں کے ساتھ جن کو آپ نے ہدایت دی اور عافیت سے رکھ مجھے ان میں جن کو تو نے عافیت دی اور میری کارسازی کر ان میں جن کی کارسازی تو نے کی اور برکت دے میرے لئے اس چیز میں جو تو نے دی اور مجھے قضاء و قدر کی برائی سے بچا لیجئے کیونکہ فیصلہ تو ہی کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یقین ہے کہ جس کا دوست تو ہو وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس کے آپ دشمن ہوں وہ عزت نہیں پا سکتا، اے ہمارے رب آپ بابرکت اور بلند درجہ والے ہیں ہم آپ سے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نبی پر رحمت نازل فرمائیے۔

ف:۔ وتر کے قنوت میں پڑھنے کا ذکر جو یہاں پر آیا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ پورے سال میں پڑھنا مراد ہے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی رہ قنوت کو رمضان کے نصف اخیر کے وتر کے ساتھ مقید کرتے ہیں اور ہدایت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ثابت رکھ یا اسباب ہدایت مجھے مزید عطا کر تاکہ اعلیٰ

لہ اور بعض روایت میں اس کے بدلہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہے ۱۲

ف یعنی انبیاء و اولیاء ۱۲ ف دنیا و آخرت کی آفتوں سے ۱۲ ف یعنی عمر، مال اور علوم ۱۲ ف یعنی تیرا خیر دارین میں بکثرت ہے ۱۲

[illegible] بھی عزت میں یا مطلق ذلیل
[illegible] یا کوئی ذلیل و حقیر سمجھے لیکن حقیقت
[illegible] ہوتا ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام
[illegible] یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف
[illegible] الغرض لوگوں کے ذلیل کرنے سے اولیاء اللہ ذلیل نہیں
[illegible] اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عزت والے ہیں۔ اور شوافع کا قنوت جو وہ
[illegible] نماز فجر میں پڑھتے ہیں یہی ہے اور ہمارے نزدیک اَللّٰھُمَّ اِنَّا
[illegible] الخ اور علماء نے لکھا ہے کہ دونوں پڑھے اور ابن ہمام رح نے کہا کہ
اس مسئلہ میں تین باتیں مختلف فیہ ہیں ایک تو یہ کہ وتر میں قنوت رکوع
کے پہلے پڑھے یا اس کے بعد اور دوسرے یہ کہ وتر میں پورے سال پڑھے
یا رمضان کے نصف اخیر میں۔ اور تیسرے یہ کہ قنوت وتر کے علاوہ اور
نمازوں میں بھی پڑھے یا نہیں۔

امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ قنوت رکوع کے بعد پڑھے اور امام ابوحنیفہ رح
فرماتے ہیں کہ رکوع کے پہلے اور دونوں حضرات احادیث سے استناد پیش
کرتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رح کی دلیل قوی ہے۔

ع اس کو ہمارے علماء نے بطریق صحیح طبرانی وغیرہ سے ثابت کیا ہے کما قال
الشیخ فی ترجمۃ باب القنوت من المشکوٰۃ ۱۲ منہ ع جو چاہے مرقاۃ میں دیکھ لے اور
ان دونوں مختلف فیہ باتوں کا بیان بھی مرقاۃ کے باب القنوت میں ہے اور مظاہر حق ترجمہ
مشکوٰۃ میں بھی اس کا ترجمہ لکھا گیا ہے یہاں بخوف طوالت نہیں لکھا ۱۲ منہ

دار قطنی کی روایت میں رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ بھی آیا ہے یعنی پورا
اس طرح ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت
وتر پڑھتے تھے اور اس میں نو سورتیں مفصل سے پڑھتے ہر رکعت میں تین تین
سورتیں ان میں کی آخر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہوتی۔
بعض روایت میں اس اجمال کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ پہلی رکعت
میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ اور اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ
دوسری رکعت میں وَالْعَصْرِ اور اِذَا جَآءَ اور اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ
میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا اور تَبَّتْ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک یہ رات کی بیداری
دشوار گراں ہے پس جب تم میں سے کوئی (سونے کے پہلے) وتر پڑھے (یا تو برخلاف
افضل کے یا آخر رات میں جاگنے پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے) تو چاہیے کہ دو
رکعتیں سے پڑھے پس اگر رات کو نماز تہجد کے لئے اُٹھا تو بہتر ہے اور اگر نہ اٹھا

سے اس میں اختلاف ہے کہ یہ دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر
بعض علماء کہتے ہیں کہ بیٹھ کر پڑھے کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا بیٹھ کر
پڑھنا ثابت ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو
بیٹھ کر پڑھتے تھے وہ خصوصیت آنحضرت کی تھی جیسا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور
ہمارے مولانا اسحٰق صاحب کی بھی رائے قول کے آخر کے موافق تھی اور قاضی ثناء اللہ صاحب کی
کی رائے قول اول کے موافق تھی اور یہ اختلاف افضلیت میں ہے اصل جواز میں نہیں ۱۲ منہ

تو یہ دو رکعتیں اس کے لئے کافی ہوں گی یعنی تہجد کی اصل نماز کا ثواب ان دو رکعتوں سے اس کو حاصل ہو جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِراً وَّ ظَاہِراً وَّ بَاطِنًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَبَدًا اَبَدًا۔

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ لیلۃ الخمیس

۱۰ فروری ۱۹۸۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

مضمون تہجّد

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

ان دنوں تہجّد کے متعلق حضرت والا دامت برکاتہم نے آیات وروایات اور بزرگانِ دین کے حالات سے بہت کافی مواد جمع فرمادیا ہے جو ان لوگوں کے لئے نہایت ہی نافع اور مؤثر ثابت ہوا جو اس دولت کے خواہشمند تو ہیں لیکن اس کی تحصیل میں ابھی تک پورے طور پر کامیاب نہیں ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ان حضرات نے بھی اس سے بہت فائدہ اٹھایا جو بحمداللہ تعالیٰ پہلے سے اس کے پابند ہیں لیکن وہ اب جو حالات اپنے لکھتے ہیں اس میں اور ان کے پہلے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (از ناقل)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ تَعَارَّ مِنَ اللَّیۡلِ فَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ اَوۡ دَعَا اُسۡتُجِیۡبَ فَاِنۡ تَوَضَّأَ وَصَلّٰی قُبِلَتۡ صَلٰوتُہٗ ۔

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہو پھر یہ کہے کہ اللہ صرف ایک ہے اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تمام ملک اسی کا ہے اور جملہ تعریفیں اسی کو لائق ہیں اور وہ ہر اس کام پر (جس کو وہ چاہے) قدرت رکھنے والا ہے۔ جملہ تعریفیں اللہ ہی کو زیبا ہیں اور وہ تمام برائیوں سے پاک ہے اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور نیک کام کرنے کی طاقت اور برے کام سے باز رہنے کی قوت اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ پھر کہے کہ اے اللہ! مجھ کو بخش دیجئے۔ یا اور کوئی دعا کرے تو وہ دعا سن لی جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو مقبول ہوتی ہے۔

اس حدیث شریف کے ذیل میں علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فتح الباری میں ابن بطال کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کو یہ حدیث پہونچے وہ اس پر عمل کرنے کو غنیمت سمجھے اور اپنے رب کے ساتھ اپنی نیت کو خالص کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ قیام لیل عام طور پر شاق ہے۔ بجز ان لوگوں کے جنھیں شب میں اٹھنے کی توفیق دی جاتی ہے اس وجہ سے کہ وہ لوگ قیام کو آسان کرنے والے ظاہری اور باطنی اسباب کو اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا تہجد میں اٹھنے کی توفیق جس کسی کو ہوگی اس کو ان اسباب کے کرنے کی توفیق پہلے ہوگی۔

اسباب ظاہری یہ ہیں:۔ کم کھانا، دن میں مشقت کم کرنا، گناہوں

سے اجتناب کرنا۔ قیلولہ کرنا۔

اسباب باطنی یہ ہیں:۔ مسلمانوں سے کینہ نہ ہونا۔ نیز بدعات و ہموم دُنیا سے قلب فارغ ہونا۔ فکر و خوف آخرت کا ہونا۔ فضائل تہجد کا پیش نظر ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہونا اور ایمان کا قوی ہونا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب میں قیام (یعنی نماز تہجد) کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے تمام انبیاء و اولیاء کی سیرت قدیمہ ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرو اور اس کا ابقاء تمھارے ذمہ لازم ہے۔ اگر تم اس پر عمل نہ کروگے تو یہ سُنّت دُنیا سے اُٹھ جائے گی جس کے باعث تم ہوگے۔

نیز اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص تہجد گذار نہیں ہے وہ پورا صالح نہیں صرف اس کا ظاہر اچھا ہے باطن نہیں) اور تمھارے لئے اپنے مولیٰ سے قُرب و محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جیساکہ دوسری حدیث میں ہے کہ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ یعنی بندہ برابر بذریعۂ نوافل مجھ سے قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو میں اپنا محبوب بنالیتا ہوں) اور پچھلے گناہوں کے لئے ساتر اور عیوب کے لئے ماحی ہے۔ جیساکہ نص قرآنی میں ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی بلاشبہ نیکیاں بُرائیوں کو دور کردیتی ہیں اور آئندہ کے لئے انسان کو گناہ سے روکنے والی بھی ہے۔ جیساکہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی بیشک نماز بیحیائی

اور بُرائی کی باتوں سے روک دیتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں اتنا اور ہے کہ مَطْرَدَۃٌ لِلدَّاءِ مِنَ الْجَسَدِ یعنی بدن سے بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے کسی دُنیاوی یا دینی خیر کا سوال نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتے ہیں یعنی اس گھڑی میں مسلمان جو کچھ مانگتا ہے وہ اس کو مل جاتی ہے۔ اس حدیث سے رات کی فضیلت دن پر علماء نے ثابت کی ہے مگر آجکل کے یہ نیک جو ہیں ان کو کچھ خبر نہیں نہ یہ معلوم کہ رات کی کیا حیثیت ہے اور نہ یہ معلوم کہ تہجد کے کیا فضائل ہیں۔

امام ابوالعباس فرماتے ہیں کہ رِجَالُ اللَّیْلِ ھُمُ الرِّجَالُ (یعنی شب بیداری کرنے والے لوگ ہی حقیقت میں مرد ہیں۔

نیز عربی کا ایک شعر ہے ؎

وَاللَّیْلُ لِلْعَاشِقِیْنَ سِتْرٌ　　یَا لَیْتَ اَوْقَاتَھَا تَدُوْمُ

رات عاشقوں کے لئے پردہ ہے　　کاش اس کے اوقات ہمیشہ رہتے

اور کسی نے خوب کہا ہے ؎

گر روز نیابی ز غوغائے عرب　　شب محرم عاشقانست شبہاش طلب

یعنی اگر لوگوں کے شور و غوغا کی وجہ سے تم اس کو دن میں نہ پاسکو تو اس کو رات میں طلب کیا کرو اس لئے کہ رات عاشقوں کی محرم ہے۔

کسی کا اُردو میں ایک شعر ہے ؎

نُورِ نہار چھپے رات میں بلا انکار

دلوں کا مہر نہ غائب کبھی ہو لیل و نہار

(ہمارے حضرت نے فرمایا کہ) جس کی تہجد اچھی اس کی رات اچھی اور جس کی رات اچھی اس کا دن اچھا۔ لوگ اچھے اچھے حالات کے خواہشمند تو ہیں لیکن نہ اپنی رات کو اچھی بنانے کی فکر ہے اور نہ دن کو اچھا بنانا چاہتے ہیں حالانکہ حال درست ہوتا ہے عمل سے، احوال عمل کے تابع ہوتے ہیں، باقی فاسقوں کا سا عمل اور اس کے ساتھ اہل اللہ جیسے حالات کی تمنا بجز خام خیالی کے کچھ نہیں اور عمل بھی صرف ظاہری کافی نہیں ہے بلکہ باطنی عمل کی ضرورت ہے ورنہ تو صرف ظاہری ہی پر قناعت کبھی اس کے بھی ترک کا سبب بن جاتی ہے جیسا صاحب روح المعانی نے آیت مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت اس شخص کی بھی مثال ہے جو اولیاء اللہ کے طریقے میں بلا تحقیق محض تقلید کے طور پر داخل ہوا اور صرف عمل ظاہری کئے چنانچہ اس کے کرنے سے کوئی ایمانی حلاوت اس کو نہ ملی پس احوال کو نہ پاکر ان ظاہری اعمال کو بھی چھوڑ بیٹھا۔ (روح المعانی ص۱۵۶ ج۱)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر تین گرہیں (جب کہ وہ سوتا ہے) لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ کہتے ہوئے ضرب لگاتا ہے کہ ابھی رات بہت زیادہ ہے سو رہو،

پس اگر انسان اُٹھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے تو ایک گرہ کُھل جاتی ہے پھر اگر وضو بھی کر لیتا ہے تو دوسری کُھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کُھل جاتی ہے۔ پس انسان نشاط والا اور طیب النفس ہو کر صبح کر لیتا ہے ورنہ سارا دن خبیث النفس اور کسلمند ہی رہتا ہے۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دُنیا پر نزول فرماتے ہیں جبکہ ایک تہائی شب باقی رہتی ہے اور یہ فرماتے ہیں کہ کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی اجابت کروں (اس کو جواب دوں) کون مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے کہ میں اس کو وہ چیز دوں اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

اس کو کسی نے کہا ہے ؎

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لُٹتی ہوتی ہے
جو سوتا ہے سو کھوتا ہے جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

فتح الباری میں ہے کہ جس کا معمول کسی فرض یا تہجد وغیرہ کا ہو اور کسی دن اس کی آنکھ لگ جائے اور وہ نہ اُٹھ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس نماز کا ثواب دیں گے اور اس کی یہ نیند اس پر صدقہ ہے۔

ریاض الصالحین میں بخاری و مسلم کی روایت سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ جو شخص رات کو سو جانے کی وجہ سے اپنے معمول کو ادا نہیں کر سکا پھر اس کو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اس کے لئے ایسا ہی ثواب

لکھا جائے گا گویا اس نے رات ہی کو پڑھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ لیل (نماز تہجد) کا حکم فرمایا ہے اگرچہ ایک ہی رکعت ہو یعنی چاہے آخر وقت میں اُٹھ کر پڑھے کہ ایک رکعت تو تہجد کے وقت میں ادا ہو اور دوسری صبح صادق کے بعد۔ تو چاہیئے کہ ایسی صورت میں دو رکعت پوری کرلے۔ اور ان دونوں کا شمار تہجد ہی میں ہوگا۔ لیکن چونکہ ایک رکعت رات میں (صبح صادق سے پہلے) پڑھی ہے اسی کو حدیث شریف میں اگرچہ ایک ہی رکعت فرمایا گیا ہے ورنہ تو ایک رکعت کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔

روح المعانی میں ہے کہ سلف صالحین قیام لیل (نماز تہجد) پر ایسی مواظبت (ہمیشگی اور دوام) فرماتے تھے جیسی کہ فریضۂ اسلام پر کی جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ اس میں محبوب کے ساتھ خلوت اور اُنس کا ان کو موقع ملتا تھا اور محبوب ان کے پاس بدون کسی رقیب کے ہوتا تھا۔ اسی کو حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

کب رات ہو کب ان سے ہوں خلوت میں پھر بہم
رہتی ہے دُھن یہی ہمیں دن بھر لگی ہوئی

منقول از تالیفات مصلح الامت
ج سوم ص ۴۲۲